ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
۹ جولائی ۱۹۶۵ء
۹ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَیْدٍ قَالَ قِیْلَ لَہٗ اَلَا تَدْخُلُ عَلٰی عُثْمَانَ فَتُکَلِّمُہٗ فَقَالَ اَتُرَوْنَ اَنِّیْ لَا اُکَلِّمُہٗ اِلَّا اُسْمِعُکُمْ وَاللّٰہِ لَقَدْ کَلَّمْتُہٗ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ مَا دُوْنَ اَنْ اَفْتَتِحَ اَمْرًا لَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَہٗ وَلَا اَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ اَمِیْرًا اِنَّہٗ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِہٖ فَیَدُوْرُ بِھَا کَمَا یَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰی فَیَجْتَمِعُ اِلَیْہِ اَھْلُ النَّارِ فَیَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ مَالَكَ اَلَمْ تَکُنْ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَدْ کُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ۔

ترجمہ:- اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُن سے کہا گیا۔ تم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں جاتے۔ اور ان سے گفتگو نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ان سے گفتگو نہیں کرتا۔ میں تم کو سناؤں قسم خدا کی میں ان سے باتیں کرچکا۔ جو مجھ کو اپنے اور ان کے بیچ میں کرنا تھیں۔ البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں اور میں کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لئے ہوئے گدھے کی طرح جو چکی پیستا ہے چکر لگاتے گا۔ اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہونگے اس سے پوچھیں گے اے فلانے! کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا تھا اور بری بات سے منع نہیں کرتا تھا۔ وہ کہے گا میں تو ایسا کرتا تھا۔ لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہ کرتا۔ اور دوسروں کو بری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہ رہتا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافَاةٌ اِلَّا الْمُجَاھِرِیْنَ وَاِنَّ مِنَ الْاِجْھَارِ اَنْ یَّعْمَلَ الْعَبْدُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ یُصْبِحُ قَدْ سَتَرَہٗ رَبُّہٗ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ قَدْ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ کَذَا وَکَذَا وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُہٗ رَبُّہٗ فَیَبِیْتُ یَسْتُرُہٗ رَبُّہٗ وَیُصْبِحُ یَکْشِفُ سِتْرَ اللّٰہِ عَنْہُ قَالَ زُھَیْرٌ وَّاِنَّ مِنَ الْھِجَارِ۔ (مسلم)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ میری امت کے تمام گناہ بخشے جائیں گے مگر ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کو فاش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آدمی رات کو ایک گناہ کا کام کرے پھر صبح ہو اور پروردگار نے اس کا گناہ پوشیدہ رکھا ہو۔ وہ دوسرے سے کہے۔ اے فلانے میں نے گذشتہ رات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو تو پروردگار نے اس کو چھپایا اور رات بھر چھپاتا رہا۔ صبح کو اس نے پردہ کھول دیا۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ عَطَسَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فَشَمَّتَ اَحَدَھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الَّذِیْ لَمْ یُشَمِّتْہُ عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّہٗ وَعَطَسْتُ اَنَا فَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ قَالَ اِنَّ ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ وَاِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰہَ۔ (مسلم)

ترجمہ:- انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے چھینکا آپؐ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہ دیا۔ جس کو جواب نہ دیا۔ وہ بولا۔ کہ اس نے چھینکا اور آپؐ نے جواب دیا لیکن میں نے چھینکا اور آپؐ نے جواب نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس نے (یعنی جس کا جواب دیا) اللہ کا شکر کیا اور تو نے خدائے تعالیٰ کا شکر نہ کیا۔

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ یَرْحَمُكَ اللّٰہُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ مَزْکُوْمٌ۔ (مسلم)

ترجمہ:- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینکا۔ آپؐ نے فرمایا یرحمك اللہ۔ پھر وہ چھینکا آپؐ نے فرمایا اس کو زکام ہو گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ۔ (مسلم)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی شیطان کی طرف سے ہے (کیونکہ وہ سستی اور ثقل کی نشانی ہے اور امتلاء بدن کی) پھر جب تم میں سے کسی کو جمائی آوے تو اس کو روکے جہاں تک ہو سکے (یعنی منہ پر ہاتھ رکھے)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ۔ (مسلم)

ترجمہ:- ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے جمائی لیوے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔ اس لئے کہ شیطان (مکھی یا کیڑا وغیرہ بعض وقت) اندر گھس جاتا ہے۔ (یا درحقیقت شیطان گھستا ہے اور یہی صحیح ہے)

چڑیوں کی طرح دانے پہ گرتا ہے کس لئے
پرواز رکھ بلند کہ بن جائے تو عقاب

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدّامُ الدّین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱	۹ ربیع الاوّل ۱۳۸۵ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۶۵ء	شمارہ ۸

غیرت کو چیلنج

۲۱ جولائی ۱۹۶۵ء کے انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز میں گورنمنٹ کالج لاہور کی چند طالبات کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس میں وہ پیراکی کے مقابلہ کے بعد "تالاب کے کنارے کھڑی فوٹو کھنچوانے کے موڈ میں ہیں۔

ظاہر ہے یہ تصویر دیکھ کر ہر غیرت مند شخص کے دل پر سخت چوٹ پڑی ہوگی۔ شرم و ندامت کے مارے اس کی آنکھیں نیچی ہو گئی ہوں گی اور عریانی و بے حیائی کے اس مظاہرہ کے پیش نظر اُس پر گھڑوں پانی پڑ گیا ہوگا۔ آخر اسلامی حیاء و غیرت کے فقدان کی اس سے بڑھ کر علامت کیا ہو سکتی ہے کہ نوجوان مسلمان بچیاں لباسِ عریانی زیب تن کئے گروپ فوٹو کھنچوائیں اور انہیں ذرہ برابر شرم محسوس نہ ہو۔ کیا یہ اسلامی اقدار کی پامالی اور مشرقی شرم و حیا کا جنازہ اٹھ جانے کے مترادف نہیں؟ کیا یہ احکام خداوندی کی کھلی خلاف ورزی اور دین سے مذاق نہیں؟ اسلام نے تو سرے سے فوٹو کھنچوانے ہی کو حرام قرار دیا ہے۔ چہ جائیکہ عورتیں فوٹو کھنچوانے لگیں۔ اور وہ بھی عریانی کی حالت میں؟ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے زیادہ مستحقِ عذاب تصویریں کھینچنے والے ہیں۔ اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر مصوّر دوزخ میں ہوگا اور ہر ایک تصویر کے عوض اُسے دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو تصویر بنانا ہی ہے تو وہ درختوں کی تصاویر بنالے یا ایسی چیزوں کی تصاویر کھینچے جن میں روح نہیں ہے۔ لیکن یہاں معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہر طرف تصاویر ہی تصاویر ہیں اور ہر شہر ایک بڑا نگارخانہ دکھائی دیتا ہے — اندازہ فرما لیجئے کہ مذکورہ تصویر یورپ یا امریکہ کے کسی غیر مسلم ملک اور تہذیب جدید کے کسی مرکز میں نہیں کھینچی گئی بلکہ مملکتِ خداداد پاکستان کے دل اور تحریکاتِ اسلامی کے مرکز لاہور میں کھینچی گئی ہے۔

قیاس کُن ز گلستانِ من بہارِ مرا

سوچیئے تہذیب جدید کے ہیضہ نے ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اور ہم کس قعرِ مذلّت میں آگرے ہیں؟ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مسلمان بچیاں صرف انگیا اور جانگیا میں تصویریں اتروائیں، یہ تصویریں اخبارات میں شائع ہوں اور ہم دیدے پھاڑ پھاڑ کر اس بے حیائی کا تماشا کریں۔

تفو بر تو چرخ گرداں تفو

تہذیبِ نو کے متعلق مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے ٹھیک کہا تھا ؎

تہذیبِ نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے

کاش ہم اس صورتِ حال کا جائزہ لیں اور بے حیائی و عریانی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو بند باندھنے کے لئے کوئی عملی تدابیر کریں — کالجوں اور تعلیمی اداروں کی اصلاح اس سلسلے میں انتہائی اہم مرحلہ ہے۔ کیونکہ یہی وہ جگہیں ہیں جہاں سے تہذیبِ نو کے سوتے پھوٹتے اور نئی نسلوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر گمراہی کی راہ پر ڈال دیتے ہیں اور پھر وہ کسی طرح بے دینی کے چنگل سے نہیں نکل سکتے۔ اکبر الہ آبادی نے اسی لئے کہا تھا ؎

یوں قتل سے بچّوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سُوجھی

مسلمانوں کو سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے اور اپنے بچّے اور بچّیوں کو مغربی تہذیب کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

ایڈیٹر المنبر کو صدمہ

اس ہفتہ کا "المنبر" موصول ہُوا تو یہ خبر پڑھ کر سخت صدمہ ہُوا کہ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر "المنبر لائلپور" کے والد محترم ۲۳ جون ۱۹۶۵ء کی صبح سوا سات بجے اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ راجِعُونَ۔

موت کا وقت مقرر ہے اور کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ ہر شخص کو ایک نہ ایک دن لحد کی آغوش میں جانا ہے لیکن یہ جاننے کے باوجود بھی ہمارے دل جانے والوں کی جدائی کے صدمہ سے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ فطری امر ہے۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو انسان کو جانے والے سے کہیں زیادہ غم اپنی محرومی کا ہوتا ہے۔ جانے والا اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور ہمارے نفع و نقصان سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس لئے اصل غم تو پسماندگان کو ہوتا ہے کہ وہ اس کی صورت سے محروم ہوگئے۔ اُس کے فیوض و برکات اور اس کی شفقتوں سے محروم ہو گئے۔ اس لئے ہمدردی بھی پسماندگان سے کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہمیں حکیم صاحب اور ان کے خاندان سے اس سلسلہ میں دلی ہمدردی ہے۔ یہ صدمہ جانکاہی یقیناً حکیم صاحب موصوف کے لئے ناقابلِ برداشت ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت اور ان کی نیک دعاؤں اور مفید نصائح سے محروم ہو گئے۔ لیکن اللہ جلشانہٗ کے آگے کس کی مرضی چل سکتی ہے۔ اُس کے فیصلے اٹل اور وقتِ موعودہ پر پورے ہو کر رہتے ہیں۔ اسلئے ہم اظہارِ ہمدردی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کے سوا اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔

ادارۂ خدام الدین حکیم صاحب موصوف کے غم میں شریک اور بارگاہِ رب العزّت میں دست بدعا ہے کہ وہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین!

انتقال پُر ملال

سطور بالا لکھ کر فارغ ہی ہُوا تھا اور پرچہ پریس میں جا رہا تھا کہ حاجی ملک

مجلس ذکر:- یکم ربیع الاول ۱۳۸۵ھ یکم جولائی ۱۹۶۵ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات

از حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

: مُرتبہ :- خالد سلیم :

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

گذشتہ ہفتہ سفر میں روحانی طور پر بہت سکون واطمینان حاصل ہوا - لیکن جسمانی لحاظ سے تکلیف ہوئی - بخار سا ہو گیا - گزشتہ رات لیٹے ہوئے خیال آیا کہ سیرتِ رسولؐ کی کتاب دیکھوں - جب پڑھنے بیٹھا تو چھوڑنے کو دل نہ چاہا - آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت رسولؐ پڑھنے سننے اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے - (آمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقات کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ فرماتے آپ کی مصروفیات بے پناہ تھیں - لیکن ان میں ایسا توازن اور اعتدال قائم کر رکھا تھا کہ زندگی کے ہر پہلو کو اس کا حق ادا کرتے تھے - ایک طرف بڑے بڑے کام ہیں تو دوسری طرف چھوٹے چھوٹے کاموں کو بھی پوری دلچسپی سے انجام دیا جا رہا ہے - تیسری طرف پردیسیوں، ہمسایوں، عزیزوں اور دوستوں اور بیویوں کے حقوق نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کئے جا رہے ہیں - چوتھی طرف اپنے ذاتی معاملات میں پورا لحاظ ہے - اور ان سب سے بڑھ کر حقوق اللہ کی ادائیگی اور رسالت کے فرائض انجام دینے میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی -

حضورؐ کی عادت مبارک تھی کہ آپ نماز فجر پڑھ کر جائے نماز پر بیٹھ جاتے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے جب سورج نکل آتا - اس وقت تمام لوگ آپ کے پاس آ جاتے - آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے - پھر صحابہؓ سوالات کرتے - اپنے خواب سناتے - آپ بخندہ پیشانی سب کا جواب اور تعبیر خواب دیتے - کبھی کبھی آپ خود کوئی خواب دیکھتے تو بیان فرماتے - اکثر اسی وقت غنیمت کا مال اور وظیفہ وغیرہ اگر آپ کو بانٹنا ہوتا تو بانٹتے - جب دن خوب چڑھ جاتا تو آپ چاشت کو کبھی چار اور کبھی آٹھ رکعت پڑھتے - پھر گھر میں جا کر گھر کے کام کاج میں لگ جاتے - آنحضرتؐ اپنے سب کام اپنے دست مبارک سے کرتے بکریوں کا دودھ دوھ لیتے - کپڑے مرمت کرتے - جوتا ٹانک لیتے - مہمانوں کی خدمت کرتے - گھر والوں کے کام میں مدد کرتے - بازار سے اپنا اور محلے کی بیواؤں کا سامان خرید لاتے - غرض آپ کا جو وقت یاد خدا سے بچتا وہ تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی خدمت میں صرف فرماتے،

افسوس ہے کہ آج ہم مسلمان اپنا کام خود کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں - ذرا سا کپڑا پھٹ جائے تو اسے دوسروں سے سلاتے ہیں - گھر کے کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ نہیں بٹاتے - (الاماشاءاللہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا بڑا حصہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا - اکثر ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے - بیشتر پوری پوری رات نماز میں کھڑے رہتے جس کی وجہ سے آپ کے پائے مبارک متورم ہو جاتے - آپ کو سب سے محبوب چیز نماز تھی - اور فرماتے

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

(میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں - کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ کو ہمارا کون سا عمل سب سے زیادہ پسند آتا ہے - فرمایا - نماز کا وقت پر ادا کرنا - آپؐ کی عادت مبارک یہ تھی کہ فرضوں کو مسجد میں اور سنتوں اور نفلوں کو اکثر گھر میں ادا فرماتے —— اور فرماتے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ - بلکہ عبادت سے آباد رکھو - تہجد کی نماز آپؐ نے کبھی نہیں چھوڑی - لیکن آج ہمارا یہ حال ہے سونا - کھانا - پینا - نہانا - پیشاب کرنا سب مسجد میں - گرمیوں میں دوپہر کو پنکھے کے نیچے مسجد میں آرام کرنا اور مسجد کے غسلخانوں میں خوب نہانا لیکن مسجد میں نماز بالکل نہ پڑھنا - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑی اور ہم مسلمانوں نے تہجد کی نماز کبھی پڑھی نہیں - (الاماشاءاللہ)

سب اولیاء کرام اور بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے - وہ سب رات کے قیام اور دن کے روزے کی برکت ہے -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا - کہ جب سورج نکل آتا تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے - حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی - پھر وہ جائے نماز پر بیٹھا رہا اور یاد الٰہی میں مشغول رہا - یہاں تک کہ سورج نکل آیا - پھر اس نے دو رکعت پڑھیں - تو اس کے لئے ایک حج اور عمرے کے برابر ثواب ہے - جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو چاشت کی نماز پڑھتے - آپؐ نے کبھی دو کبھی چار کبھی آٹھ اور کبھی بارہ رکعتیں پڑھی ہیں - نیز تحیۃ المسجد کی دو رکعت بھی عموماً پڑھتے -

مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے بعد کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھتے - اسے صلوٰۃ الاوّابین کہتے - اس کا بڑا ثواب ہے - حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ

خطبہ جمعہ :- ۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۵ھ مطابق ۲ر جولائی ۱۹۶۵ء

ڈکیتی اور زنا اسلام کی نظر میں سب سے بڑے اور سنگین جرائم ہیں

:- حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی :-

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۠

(پ ۶ - س المائدہ آیت ۳۳، ۳۴)

ترجمہ :- اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں یہ کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سُولی پر چڑھائے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ جلاوطن کر دئے جائیں۔ یہ ذلّت اُن کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے اس سے پہلے توبہ کر لی کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بزرگان محترم!

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں یہ بات آپ کے گوش گذار کی گئی تھی کہ چور اگر ایک درہم سے کم مال کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ لیکن ڈاکو چاہے چند پیسے چھینے یا چند ہزار کا ڈاکہ ڈالے اُس کے ساتھ اسلام میں کوئی رعایت نہیں۔ ہر صورت میں اُس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ ڈالا جائے گا۔ اور اگر اُس پر قتل بھی ثابت ہوگا اور ورثائے مقتول کے معاف کرنے اور راضی ہونے پر بھی اُس کی جان بخشی نہ کی جائے گی۔ کیونکہ عام قتل تو فوری اشتعال، غصّہ، غلطی اور اتفاق کی بناء پر ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے ورثاء کو معاوضہ لینے اور قاتل کو بچنے کے مواقع ہوتے ہیں۔ لیکن ڈاکو جو کچھ کرتے ہیں عمداً اور عادتاً کرتے ہیں اس لئے ان کا چھوٹ جانا قتل و غارت گری کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ ڈاکو کو معاف کر دینے سے قتل و غارتگری اور ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور قتل کے عوض میں اگر ورثائے مقتول معاف کر دیں یا معاوضہ لے لیں تو اس سے نفرت کی آگ دبتی اور امن و امان کو تقویت پہنچتی ہے۔ چنانچہ اسلام نے اسی حقیقت کے پیش نظر ڈکیتی کے جرم کے لئے کوئی رعائت نہیں رکھی۔ ہاں اگر ڈاکو جرم کے ارتکاب سے پہلے ہی گرفتار ہو جائے تو ہاتھ کاٹنے کی سزا کے بجائے اُسے قیدِ دوام (عمر قید) کی سزا دی جائے گی۔ اور اگر وہ توبہ کر لے۔ اور حکومت کو اس کے آئندہ نیک چلن رہنے کا پورا اعتماد ہو جائے تو وہ قید سے رہائی پا سکتا ہے آج کل جرم ثابت ہونے پر عدالتیں تو نہیں چھوڑ سکتیں۔ مگر صدر، بادشاہ یا گورنر وغیرہ رحم کرکے چھوڑ سکتے ہیں۔ اسلام میں قاتل ڈاکو کے لئے کوئی رعایت نہیں۔ ڈکیتی جس قدر سنگین، خوفناک اور سخت جرم ہے اُسی قدر سخت سزا تجویز کی گئی ہے۔ آج سات آٹھ سال بعد ڈاکو چھوٹتے ہیں تو ڈاکے کے علاوہ دشمنوں سے بدلہ بھی لیتے ہیں۔

خلاصہ

یہ نکلا کہ فسادی ڈاکو چار قسم کے ہوتے ہیں:-

۱ - وہ ڈاکو جنہوں نے قتل کر دیا۔ لیکن مال نہ لے سکے۔ ان کی سزا یہ ہے:-
"اَنْ یُّقَتَّلُوْا" قتل کر دئے جائیں۔

۲ - وہ جنہوں نے قتل کرکے مال بھی لے لیا ہو۔ ان کی سزا یہ ہے:-
اَنْ یُّصَلَّبُوْا سولی پر ٹانگ دئے جائیں

۳ - وہ جنہوں نے قتل نہیں کیا مگر مال چھین لیا اُن کی سزا یہ ہے کہ اُن کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دئے جائیں۔
اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ۔

۴ - وہ جنہوں نے لوگوں کو گھیر تو لیا مگر قتل کرنے اور مال نہ لینے پائے تھے کہ گرفتار ہو گئے۔ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ انہیں دُور لے جا کر قید کر دیا جائے
اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

مگر یاد رکھیئے!

یہ سزا تو اس دنیا میں مقرر ہے تاکہ وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوں۔ اس کے بعد اُن کو آخرت میں سخت عذاب دیا جائے گا۔

اور یہ دونوں جگہ کی سزا اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے اللہ کے حکم کو توڑا

باغیوں کی یہ سزائیں اس حالت میں معاف ہو سکتی ہیں کہ اس سے قبل کہ حکومت کے سپاہی انہیں گرفتار کریں وہ اپنے کئے پر پچھتا کر اس سے توبہ کر لیں اور آئندہ فرمانبردار بن کر رہنے کا اقرار کر لیں اگر ان کی توبہ سچی ہے تو آخرت میں بھی اُن کو عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ اللہ جل شانہٗ بخشنے والا مہربان ہے۔

'حد' حقوق العباد اور توبہ

حدیث شریف میں آیا ہے "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ" یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے۔ جیسے اُس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ یہ سزائیں ڈاکوؤں، لٹیروں اور لوٹ مار کرنے والوں کی تھیں۔ ایسی سزا جو مجرموں کے لئے شرع میں مقرر کر دی گئی ہو 'حد' کہتے ہیں۔ توبہ کرنے سے باغیوں کی 'حد' معاف ہو سکتی ہے لیکن اُس کی وجہ سے اگر کسی کو مالی یا جانی نقصان پہنچا ہے تو اس کا تاوان مجرم کو پھر بھی دینا ہوگا۔ یعنی جس کا مال لیا ہے اُس کو واپس کرنا ہوگا قتل کیا ہے تو اس کا قصاص دینا ہوگا یہ حقوق العباد کہلاتے ہیں۔ اور توبہ سے معاف نہیں ہو سکتے۔ البتہ اگر خود حق والا

معاف کر دے تو معاف ہو جائیں گے۔

زنا اور اسلام

قولہ تعالےٰ:- وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۲)

ترجمہ:- اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

غور فرمایئے! اس حکم سے اسلام نے نہ صرف زنا کو بلکہ اُن اسباب اور وسائل کو بھی حرام قرار دے دیا ہے جو زنا تک لے جانے والے ہیں۔ مردوں، عورتوں کا اختلاط اور ہنسی مذاق، ایک ہی مکان کے اندر غیر محرم مرد و زن کی بود و باش دلربائی اور حسن نمائی کے طریقے، نظر بازی، تصاویر کی نمائش وغیرہ سب اسلام کے نزدیک حرام ہیں۔

یہ بات کسی وقت نہ بھولیے کہ جو شخص زنا کرتا ہے وہ اپنے گھر تک زنا کے لئے ایک راہ یا سڑک بناتا ہے۔ وہ جس راہ پر چل کر دوسروں کے پاس پہنچتا ہے اُسی راہ پر چل کر دوسرے اُس کے گھر آ جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن عزیز نے وَسَآءَ سَبِيْلًا کے الفاظ فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور زنا کے تمام راستے روک دئے ہیں لیکن سخت افسوس اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہوئے بھی آج اُن تمام راستوں کو کھولے ہوئے ہیں جن کے بند کرنے کا اسلام نے سختی سے حکم دیا ہے۔ کلبوں، تھیٹروں اور کیبروں وغیرہ میں شمولیت کیا اس حکم کے تحت قرار نہیں پاتی؟ اگر حرام قرار پاتی ہے اور یقیناً شریعت کے نظر میں گناہ عظیم ہے۔ تو پھر اس اسلامی مملکت میں ان بے حیائیوں کا فروغ غیرتِ اسلامی کے منہ پر طمانچہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ ہم سب کو فواحش و منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔!

قرآن عزیز صاف صاف اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کر رہا ہے:-

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف ۳۳)

ترجمہ:- کہہ دیجئے فحش کی کھلی چھپی سب قسموں کو میرے رب نے حرام کر دیا ہے۔

زنا کی سزا

برادرانِ عزیز! اسلام زنا کو چونکہ بدترین اور سنگین جرم خیال کرتا ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی سخت تجویز کرتا ہے۔ ڈاکو بالعموم جان و مال کو لوٹتا ہے اور زانی متاعِ ننگ و ناموس پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس لئے زنا، ڈکیتی جیسے بدترین جرم سے بھی زیادہ تباہ کن اثرات اور بھیانک نتائج کا حامل ہے۔ شرفاء اور غیرت مند نفوس اپنے ننگ و ناموس کو جان سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ اور حقیقتاً ایسا سمجھنا بھی چاہئے۔ کیونکہ اگر انسان اپنے ناموس کو عزیز نہ جانے تو پھر اُس میں اور حیوان میں کوئی فرق ہی باقی نہیں رہتا خدا خود اسے بے حیائی کا بڑا کام بتا رہا ہے اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۝ پس اس کی سزا بھی سخت اور بڑی ہے۔

اگر زانی یا زانیہ شادی شدہ ہیں تو اُن کی اسلامی سزا یہ ہے کہ انہیں سنگسار کر دیا جائے اور ان پر اتنے پتھر مارے جائیں کہ ان میں ڈھک جائیں اور اگر وہ کنوارے ہیں تو پورے سو کوڑے لگائے جائیں گے خواہ ان کوڑوں کی ضربات سے زندہ رہیں یا فوت ہو جائیں۔

زنا اُمّ الجرائم ہے

آج جبکہ اخلاقی بندشوں کی گرفت ڈھیلی ہو چکی ہے۔ اگر زنا کو کوئی اہمیت نہ دی جائے اور اسلامی سزا کو وحشیانہ سزا کا نام دے کر اپنے ایمان کے دیوالیہ پن کا ثبوت دیا جائے تو اور بات ہے۔ ورنہ غور کرنے سے یہی حقیقت کھلے گی۔ کہ اسلامی سزا معاشرہ کے لئے رحمت ہے اور ایک زنا بے شمار دیگر جرائم کو جنم دینے والا ہے۔ اسقاطِ حمل، رنجش و رقابت، معاندت، چوری، ضرر رسانی، جنگ و جدال، جھگڑے فساد، قتل، ڈکیتی، اغوا، حبس بے جا، مداخلت بے جا اور حلف دروغی وغیرہ جرائم اکثر زنا کے جلو میں آتے ہیں۔ اور زنا کے ساتھ لازم و ملزوم کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ زنا سے صحتِ جسمانی تباہ ہو جاتی ہے۔ امراض خبیثہ لگ جاتے ہیں۔ جن کا اثر آئندہ نسلوں تک چلا جاتا ہے۔ اور پھر ایک سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو یہ امراض لگتے رہتے ہیں۔ اور انسانی نسلیں کمزور و ضعیف پیدا ہوتی ہیں۔ غرض ایک زنا سینکڑوں مصائب اور ہزاروں اخلاقی و جسمانی اور اجتماعی مصائب کا باعث بن جاتا ہے۔ مزید برآں مذہبی صورت یہ ہے کہ زانی زنا کرتے وقت مسلمان نہیں رہتا اور اگر اس حالت میں موت واقع ہو جائے تو وہ موت اسلام پر نہیں کفر پر ہوگی۔

لیکن موجودہ تہذیب و حکومت نے اتنے خوفناک جرم کی سزا بے حد معمولی رکھی ہے اور بہت سی صورتوں اور بحالتِ رضامندی تو یہ جرم۔ جرم ہی نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ بے حیائی و بدکاری اپنے تمام لوازم کے ساتھ شدت سے پھیلتی جا رہی ہے اور حالات روز بروز بدتر صورت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔

اب ان حالات و عواقب کے پیشِ نظر غور کیجئے کہ اسلام کی مجوزہ سزا مناسب ہے یا تہذیبِ جدید کی اختراع کردہ سزا درست ہے۔ تاہم چونکہ جان کا معاملہ ہے اس لئے اسلام نے اتنی احتیاط رکھی ہے کہ چار چشم دید اور معتبر گواہ پیش ہو کر شہادت دیں اور پوری چھان بین اور تحقیق کے بعد سزا دی جائے۔ یہاں ایک بات اور یاد رکھئے کہ تورات اور انجیل میں بھی زنا کی سزا موت ہی تھی۔

ان ساری باتوں کو سامنے رکھئے اور نتائج و عواقب کے پیش نظر سوچئے تو یہ بات کھلی حقیقت کی طرح سامنے آ جائے گی کہ فقط اسلامی قوانین ہی انسانیت کو جرائم سے نجات دلا سکتے ہیں اور یہی قوانین ہیں جو فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو قوانین و احکام اسلامی کی پابندی کی توفیق دے۔ آمین!

محمد شفیع عمرالدین حیدرآباد

بہترین اعمال

از جامع سیوطیؒ

نماز پنجگانہ کی حفاظت

اَفْضَلُ الرِّبَاطِ الصَّلٰوۃُ وَلُزُوْمُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ وَمَا مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ ثُمَّ یَقْعُدُ فِیْ مُصَلَّاہُ اِلَّا لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ حَتّٰی یُحْدِثَ اَوْ یَقُوْمَ۔ (الجامع الصغیر السیوطی)

ترجمہ:۔ بہترین رباط نماز پڑھنا اور ذکر کی مجالس میں شامل ہونا ہے۔ جو بندہ نماز پڑھ کر مصلّے پر بیٹھا (ذکر کرتا) رہتا ہے۔ اس پر فرشتے تب تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے یا وہ اٹھ کر نہ چلا جائے۔

(ف) "رباط" میدان کارزار میں مجاہد کو دشمن سے بچاؤ کا کام دیتی ہے۔

قیامت کے دن اعمال میں سے اوّل نماز کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اگر یہ ٹھیک نکلی تو دوسرے اعمال کو دیکھا جائیگا۔ اگر یہ ٹھیک نہ نکلی تو دوسرے اعمال دوزخ سے نہ بچا سکیں گے اسلئے نماز بہترین رباط ہے جو دوزخ سے بچائیگی اور بہشت میں بھیجائیگی

ذکر کی مجالس وہ ہیں جن مجالس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کے احکام بیان کئے جاتے ہوں یا دوسرا کوئی مسنونہ ذکر ہوتا ہو۔ ایسی مجالس کو ملائکہ گھیر لیتے ہیں۔ اہلِ مجلس پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے۔ فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

تہجّد نماز کے لئے اُٹھنا

اَفْضَلُ السَّاعَاتِ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ رات کا آخری حصّہ بہترین گھڑی ہے۔

(ف) یہ تہجد نماز کا وقت ہے۔ فرض نمازوں کے بعد یہ نماز بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ اس نماز کے لئے رات کو اٹھنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ یہ دعا کی مقبولیّت کا وقت ہے۔ تہجّد نماز پڑھ کر استغفار کرنی چاہئے اور دارین کی عافیت مانگنی چاہئے۔

دین کے علم کی اشاعت کرنا

اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ یُعَلِّمَہٗ اَخَاہُ الْمُسْلِمُ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ بہترین خیرات یہ ہے کہ دوسرے مسلمان کو علم سکھایا جائے۔ پھر وہ (علم سیکھ کر) دوسرے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(ف) خوش قسمت ہیں وہ حضرات جنھوں نے دینی علوم سکھانے کے لئے درس گاہیں قائم کر رکھی ہیں ہر مسلمان کو حتی المقدور قرآن کریم و حدیث شریف کی تعلیم میں حصّہ لینا چاہیئے۔

جمعہ کی فجر نماز

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ اللہِ تَعَالٰی صَلٰوۃُ الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْ جَمَاعَۃٍ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ بہترین نماز اللہ تعالےٰ کے نزدیک جمعہ کی فجر کی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

(ف) ویسے تو سب نمازیں باجماعت پڑھنے کا حکم ہے اور ان کا بڑا ثواب ہے۔ مگر جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت ہے۔ اس لئے جمعہ کی فجر کی نماز کا خاص طور پر ذکر فرمایا تاکہ ہم اسے بڑے اہتمام کے ساتھ باجماعت مسجد میں حاضر ہو کر پڑھیں۔ اور اس نماز سے فارغ ہو کر جمعہ کی تیاری کا خیال بھی رکھیں

●

تہجّد نماز

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ الصَّلٰوۃُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ وَاَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَھْرِ رَمَضَانَ شَھْرُ اللہِ الْمُحَرَّمُ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ پنجگانہ فرض نمازوں کے بعد تہجّد کی نماز افضل ہے اور رمضان کے فرض روزوں کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں۔

(ف) ہر حالت میں اوّل فرائض کی ادائیگی کو ترجیح ہے۔ اس کے بعد نوافل عبادت کا درجہ ہے۔ فرائض کو ترک کر کے نوافل عبادات میں لگ جانا ٹھیک نہیں۔ اوّل فرائض کا اہتمام کریں پھر نوافل کی طرف متوجّہ ہوں ــ جیسے یہاں اوّل فرض روزوں کا ذکر ہے اور پھر نفلی روزوں کا۔

نوافل گھر میں پڑھنا

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ (ایضاً)

ترجمہ:۔ آدمی کی بہتر نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نمازوں کے۔

(ف) فرض نمازیں تو مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ باقی نوافل تہجّد، اشراق وغیرہ گھر میں پڑھنے بہتر ہیں۔

بہترین بندے

اَفْضَلُ الْعِبَادِ دَرَجَۃً عِنْدَ اللہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الذَّاکِرُوْنَ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قیامت کے دن بہترین بندے وہ ہوں گے جو اللہ تعالےٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔

(ف) ہمیں ذکرِ الٰہی کثرت سے کرنا چاہئے۔

پرہیزگاری

اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ الْفِقْہُ وَاَفْضَلُ الدِّیْنِ الْوَرَعُ۔ (ایضاً)

ترجمہ:۔ افضل عبادت دین کا فہم ہے اور افضل دین پرہیزگاری ہے۔

(ف) صحیح دین کا شعور یہ ہے کہ دین کی باتوں میں ذرا بھر شک و شبہ

...ٰ تعالیٰ اور اس
...ہ وسلم کی ہر
...ن ہو۔
...ری یہ ہے کہ شرعی اوامر
...ا پر عمل کیا جائے۔

دعا بھی عبادت ہے

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ (ایضاً)

ترجمہ:- دعا بہترین عبادت ہے۔

(ف) کیونکہ دعا بھی عبادت ہے اس لئے دوسری عبادت کی طرح دعا بھی صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔

تلاوتِ قرآن مجید

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ۔ (ایضاً)

ترجمہ:- قرآن کا پڑھنا بہترین عبادت ہے۔

(ف) تلاوتِ قرآن مجید قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ شرف دوسری کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ اس لئے ہمیں قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے رہنا چاہیے۔

صبر اور درگذر کرنا

اَفْضَلُ الْاِیْمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ (ایضاً)

ترجمہ:- صبر کرنا اور درگذر کرنا بہترین ایمان ہے۔

(ف) صبر سے مراد اپنے نفس کو قابو میں رکھنا ہے۔ اسے برائیوں سے بچانا ہے۔ ہمت کرکے نواہی سے بچنا ہے۔ اور اوامر پر ڈٹ کر عمل کرنا ہے۔ درگذر کرنا اور بدلہ لینے کے درپے نہ ہونا نہایت ہی اعلیٰ صفت ہے۔

افضل حج

اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ (ایضاً)

ترجمہ:- بہترین حج وہ ہے جس میں تلبیہ بلند آواز کے ساتھ پکاری جائے۔ اور خون بہایا جائے یعنی قربانی کی جائے۔

(ف) تلبیہ بلند آواز سے پکارنے کا حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتیں آواز بلند نہ کریں بلکہ آہستہ پڑھیں۔ جب حج یا عمرہ کا احرام میقات سے سے باندھا جاتا ہے تو تلبیہ پکارنی شروع کی جاتی ہے اور کثرت سے پکارنے کا حکم ہے۔

عمرہ کے احرام والا جب بیت اللہ شریف میں پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی غرض سے حجرِ اسود کا استلام کرتا ہے تب تلبیہ پکارنا بند کرتا ہے۔

حج کے احرام والا دس ذوالحج کو جب منیٰ میں جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنی شروع کرتا ہے تب تلبیہ بند کرتا ہے

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:-

لَبَّیْکَ ط
اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ ط
لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ
لَا شَرِیْکَ لَکَ

ترجمہ:- میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں۔ سلطنت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

حُسنِ معاشرت

اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ تَکْرِمَةُ الْجُلَسَاءِ (ایضاً)

ترجمہ:- ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے رفیقوں کی عزت کرنا بہت بڑی نیکیوں میں سے ہے

(ف) بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ ان کی عزت اس طرح کرتے کہ انہیں اچھی جگہ پر بٹھائے۔ جگہ کی تنگی ہو تو ان کے لئے جگہ فراخ کر دے۔ جب وہ بات کریں تو خاموش ہو کر سنتا رہے۔ ان کی بات کو کاٹ کر خود بولنا شروع نہ کر دے۔ ان کی موجودگی میں داڑھی اور سر کے بالوں سے ساتھ نہ کھیلے۔ ان کے سامنے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ بیٹھے۔ اپنی انگوٹھی کو انگلی میں نہ گھمائے۔ اور اس کے ساتھ ان کی موجودگی میں کھیلنا شروع نہ کر دے۔ فضول قصے کہانیاں ان کے روبرو شروع نہ کر دے۔ اسی طرح دل لگی اور ہنسی کی باتیں نہ کرے۔ اپنے ہاتھوں کے ساتھ زیادہ اشارے نہ کرے ان کے میل جول کی ہر طرح رعایت کرے۔ ان کا کوئی عیب دیکھے یا کوئی راز کی بات سنے تو اسے دوسروں پر ظاہر کر کے انہیں رسوا نہ کرے۔

معیّتِ الٰہی

اَفْضَلُ الْاِیْمَانِ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَکَ حَیْثُمَا کُنْتَ۔

ترجمہ:- بہترین ایمان یہ ہے کہ تو جہاں بھی ہو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے۔

(ف) اللہ تعالیٰ ہر وقت بندے کے ساتھ ہے اور اس کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے بندے کو چاہیئے کہ اس سے ہر وقت ڈرتا رہے اور کسی غیر شرعی فعل کو نہ کرے۔ اس کے اوامر پر عمل کرتا رہے۔

زُہد

اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُزْهِدٌ۔

ترجمہ:- بہترین انسان وہ ہے جو مومن زاہد ہے۔

(ف) زاہد وہ ہے جو حریص نہ ہو۔ دنیاوی اسباب سے لگاؤ اور رغبت نہ کرتا ہو۔ دنیاوی مال و اسباب کی قلت پر قناعت کرتا ہو۔ دنیاوی مال و اسباب سے دل توڑ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے والا ہو۔

سچی نیّت

اَفْضَلُ الْعَمَلِ النِّیَّةُ الصَّادِقَةُ

ترجمہ:- بہترین عمل سچی نیت ہے۔

(ف) سچی نیت وہ ہے جس میں اخلاص ہو۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی مقصود ہو۔ ریا اور دکھلاوے سے بالکل پاک ہو۔ مخلوق کی واہ واہ مقصود نہ ہو عمل کی مقبولیت کے لئے صحیح نیت کا ہونا شرط ہے۔ دکھلاوے اور ریا کا عمل قابلِ قبول نہیں۔

ہمیں بڑی کوشش کے ساتھ ہر عمل کرنے سے پہلے اپنی نیت کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ جہاد بہت بڑا عمل ہے۔ اگر اس میں شرکت دنیاوی مال و دولت وغیرہ حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو ثواب نہیں ملتا۔

ایک شخص اگر سوتے وقت یہ نیت کرلے کہ رات کو اٹھ کر تہجد نماز پڑھوں گا اگر رات کو آنکھ نہ کھلے اور نماز نہ پڑھ سکے تو محض نیت کی وجہ سے تہجد کا ثواب اسے مل جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

جمعہ کی پہلی نماز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جمعہ کی پہلی نماز مدینہ کے محلہ بنی سالم میں پڑھی اور مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا :-

سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اور اس سے اعانت، مغفرت اور ہدایت کا خواستگار ہوں، میرا اس پر ایمان ہے میں اس کی حکم عدولی نہیں کرتا۔ میں حکم عدولی کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا اور لاشریک ہے۔ اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس نے محمدؐ کو ہدایت، روشنی اور موعظت کیا تھا۔ ایسے زمانہ میں بھیجا ہے کہ عرصۂ دراز سے کوئی رسول نہیں آیا۔ لوگوں میں علم کی قلت اور ضلالت کی زیادتی ہو گئی ہے۔ اسے اختتام دنیا قربِ قیامت اور قربِ اجل کے وقت بھیجا گیا ہے۔ جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ راستہ پالے گا اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہنا نہیں مانے گا۔ وہ راستہ سے بھٹک جائے گا، وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور گمراہی میں بُری طرح پھنس جائیگا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اس لئے مسلمان مسلمان کو جو بہترین نصیحت کر سکتا ہے وہ یہی ہے کہ آخرت کے لئے تیار کیا جائے۔ اور اللہ سے ڈرنے کے لئے کہا جائے۔ جن باتوں کے کرنے سے انہیں اللہ نے روکا ہے ان سے بچتے رہو۔ اس سے افضل کوئی نصیحت نہیں ہے۔ اور نہ اس سے افضل کوئی گفتگو ہے۔ دنیا کے کام انجام دیتے وقت جس کے سامنے اللہ کا ڈر رہتا ہے۔ یاد رکھو! یہ ڈر اور تقویٰ اس کی عاقبت سنوارنے میں اعلیٰ ترین مددگار ثابت ہوگا۔ اور جب کوئی اپنے اور اللہ کے معاملے کو ٹھیک کر لے گا وہ معاملہ پوشیدہ ہو یا ظاہر اور معاملہ ٹھیک کرنے میں اس کی نیت مخلصانہ ہو گی، تو ایسا کرنا اس کو دنیا میں فائدہ دیگا اور مرنے کے بعد یہ اس کے لئے ایک متاعِ خیر بن جائے گا۔ جب کہ آدمی کو اعمالِ خیر کی ضرورت بھی ہو گی اگر کوئی شخص اللہ سے اپنا معاملہ ٹھیک نہیں کرتا تو وہ شخص یہ چاہے گا کہ اس کے اعمال اس سے دُور رکھے جائیں اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ جس نے اللہ کے فرمانے کو سچ جانا اور اس سے قول و اقرار کرکے انہیں پورا کیا۔ اس کی نسبت اللہ عزّ و جل کا ارشاد ہے کہ ہمارے ہاں قول و قرار بدلتا نہیں اور ہم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔ تم جو کام اس وقت کر رہے ہو اور جو کام کبھی آئندہ کرنے والے ہو وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر، تو اللہ کے ڈر اور تقویٰ کو سامنے رکھو، جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ کامیابی پاتا ہے۔ ڈر اور تقویٰ اللہ کے غصہ، عذاب اور خفگی سے بچاتا ہے۔ اللہ کا ڈر اور خوف چہرہ چمکائیگا درجات کو بلند کرے گا۔ دنیا کی لذتوں سے تمہیں محروم نہیں کیا جاتا۔ اگر اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے تمہیں اپنی کتاب سکھائی ہے اور اپنی راہ دکھائی ہے کہ مصدقین اور مکذبین میں امتیاز ہو جائے۔ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ تم اس کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرو اور اس کے دشمنوں کو دوست نہ رکھو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔

(ماخوذ حیاتِ سرورِ کائناتؐ)

نذرانۂ عقیدت

بحضور سرورِ کونین فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سکوں میرے دل کا ہے نام محمدؐ — میرے دل سے پوچھو مقام محمدؐ

ازل سے ہوں میں تشنہ کام محمدؐ — پلا ساقیا مجھ کو جام محمدؐ

سُنے جاؤں میں عالمِ بیخودی میں — پڑھے جائے کوئی کلام محمدؐ

انہیں ہوگا دیدارِ حق روزِ محشر — جو ہیں صدق دل سے غلام محمدؐ

نہ ہوتے محمدؐ تو کچھ بھی نہ ہوتا — ہے سب پیئے اہتمام محمدؐ

دمِ واپسیں ہے یہی ایک حسرت — ہو بعدِ خدا لب پہ نام محمدؐ

سراج اپنی قسمت پہ ہے ناز مجھ کو
مرے دل میں ہے احترام محمدؐ

از نتیجۂ فکر :- محمد سراج الحنیف سراجؔ ۔ کوئٹہ

مظالم پر صبر کرنا اور پھر معاف بھی کر دینا بڑی اولوالعزمی کی بات ہے

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن سکول محمود بوٹی - لاہور

(حم سجدہ ع) ولا تستوی الحسنۃ ....

انہ ھو السمیع العلیم اور بھلائی اور برائی کبھی برابر نہیں ہوتیں (بلکہ ہر ایک کے نتائج اور اثرات جدا جدا ہیں۔ جب یہ بات ہے تو) آپ (اور اسی طرح آپ کا اتباع کرنے والے بھی) برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹایا کیجئے۔ پھر ایک دم وہ شخص جس میں اور آپ میں عداوت ہے ایسا ہو جائے گا جیسا کہ دلی دوست ہوتا ہے (یعنی برائی کا بدلہ برائی سے کرنا عداوت کو کم نہیں کیا کرتا بلکہ بڑھایا کرتا ہے) اور برائی کا بدلہ احسان سے کرنا۔ اگر دوسرا بالکل ہی کمینہ ہو تو اس کو ترک عداوت پر مجبور کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ احسان مند ہو کر دوست بن جاتا ہے لیکن چونکہ برائی اور ایذا رسانی کا بدلہ احسان سے کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے ارشاد ہے اور یہ عداوت انہی کو دی جاتی ہے جو صابر ہوں (کہ مصائب کا تحمل ان کی عادت ہو گئی ہو) اور یہ عادت اسی کو دی جاتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہو اور اگر ایسے وقت آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے (مثلاً یہی کہ اس کے ساتھ بھلائی کرنے سے اپنی توہین ہوگی یا اس کا حوصلہ بڑھ جائے گا وغیرہ وغیرہ) تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

(حم سجدہ ع) لایسئم الانسان ....

لیقولن ھذا لی۔ آدمی کا دل ترقی کی خواہش سے کبھی نہیں بھرتا اور اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو بالکل مایوس اور نا امید بن جاتا ہے (حالانکہ اللہ کی ذات سے نا امید کبھی بھی نہ ہونا چاہیئے) اور اگر اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو کہتا ہے کہ یہ تو (آئینی طور پر) میرا حق ہے ہی (حالانکہ نہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے نا امید ہونا چاہیئے نہ اپنا کوئی استحقاق ہے)

(شوریٰ ع ۴) وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ .... عَزْمِ الْاُمُوْرِ

اور برائی کا بدلہ اسی قسم کی برائی ہے (یعنی جس قسم کی برائی کسی نے کی اسی قسم کی برائی سے بدلہ لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ فعل جائز ہو۔ مثلاً سخت کلامی کا بدلہ سخت کلامی، مار کا بدلہ مار ہے یہ نہیں کہ سخت کلامی کا بدلہ مارنے سے لیا جائے)

پھر جو شخص (بدلہ ہی نہ لے بلکہ) معاف کر دے اور اصلاح کرے (یعنی اس کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرے)، تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو محبوب نہیں رکھتے اور جو اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے پس ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام صرف انہی لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور دنیا میں سرکشی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور جو (دوسروں کے ظلم پر) صبر کرے اور (اس کو) معاف کر دے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (یعنی مظالم پر صبر کرنا اور معاف کرنا بڑی اولوالعزمی کی بات ہے۔

(ملک ع) تَبٰرَکَ الَّذِیْ .... اَحْسَنُ عَمَلًا

(پاک ذات) بڑی عالی شان ہے جس کے قبضہ میں تمام ملک ہے (ساری دنیا کی سلطنتیں اسی کے قبضہ میں ہیں) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ پاک ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہارا امتحان کرے کہ کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے۔

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ، نے اس گھر کو زندگی اور موت کا گھر بنایا ہے اور آخرت کے گھر کو بدلہ اور بقاء کا گھر بنایا ہے اس گھر کی ساری تکالیف کا منتہا موت ہے اور وہ بہرحال آنے والی چیز ہے اس گھر کی تکلیف کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ وہاں موت بھی نہیں ہے۔

(دھر ع) ھَلْ اَتٰی علی الانسان .... اِمَّا کَفُوْرًا

بیشک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت آچکا ہے کہ وہ کچھ بھی قابل ذکر نہ تھا (کہ اس سے پہلے منی تھا اور اس سے پہلے وہ بھی نہ تھا) ہم نے اس کو نطفۂ مخلوط سے، (یعنی ماں باپ کی منی کے ملنے سے) پیدا کیا کہ ہم اس کو جانچیں۔ پھر ہم نے اس کو سنتا، دیکھتا بنایا (یعنی آنکھ، کان دیئے کہ حق بات کو خود دیکھے یا دوسروں سے سنے پھر) ہم نے اس کو بھلائی کا راستہ بتا دیا (پھر وہ آدمی دو طرح کے ہو گئے) یا تو شکر گزار (اور مومن بن گیا یا ناشکری کرنے والا (کافر) بن گیا)

جب یہ دارالامتحان ہے ایسی حالت میں کسی حالت پر بھی ناشکری کرتے ہوئے یہ سوچنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کتنے انعامات ایسے ہیں جن پر شکر اس تکلیف اور مصیبت سے زیادہ ضروری ہے۔

(والفجر ع) فَاَمَّا الْاِنْسَانُ .... قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ

پس آدمی کا جب حق تعالیٰ امتحان لیتا ہے، پس (امتحان کے طور پر کبھی) اس پر انعام و اکرام فرماتا ہے (مال کا جاہ کا اور اس قسم کی چیزوں کا تاکہ ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا امتحان ہو اور یہ جانچا جائے کہ اللہ کی ان نعمتوں میں کیا کارگزاری کی۔ یہ مال اور جاہ اس کے راستے میں خرچ ہوئے یا ناراضی میں) تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا یعنی اپنے مکرم اور معزز ہونے کا گھمنڈ شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ گھمنڈ کی چیز نہیں ہے اور اگرچہ اللہ کا شکر اس کی نعمتوں پر بہت ضروری ہے مگر اس کے ساتھ ہی ان نعمتوں کے امتحانی پہلو کا خوف بھی ضروری ہے اور جب اللہ پاک کو آدمی کا دوسری طرح امتحان کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس کو جانچتا ہے اس طرح پر کہ اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے (جس سے اس کے صبر اور رضا کا امتحان مقصود ہوتا ہے) تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ (یعنی میرے استحقاق اکرام کے باوجود مجھے نظروں سے گرا رکھا ہے حالانکہ نہ مال و دولت اکرام کی دلیل ہے۔ نہ فقر و فاقہ اہانت کی دلیل ہے) ہرگز نہیں (یہ بات بالکل نہیں ہے کہ روزی کی تنگی اہانت کی بات ہو) بلکہ (موجب اہانت یہ چیزیں ہیں کہ) تم لوگ یتیم کا اکرام نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال سارا کھا جاتے ہیں (اور دوسروں کا حق بھی ہضم کر جاتے ہو۔ بالخصوص یتیموں اور ضعیفوں کا جو تم سے لڑ بھی نہ سکتے ہوں) اور تم مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو (جو جڑ ہے ساری برائیوں کی سارے مظالم کی سارے عیوب کی اس لئے کہ دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔ تم لوگ ان چیزوں کو ہلکا سمجھتے ہو) ہرگز نہیں (یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں بلکہ) جس وقت زمین کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آپ کا رب اور فرشتے جوق در جوق (میدان حشر میں) آئیں گے اور اس دن جہنم کو (سامنے) لایا جائے گا۔ اس دن آدمی کو سمجھ آوے گی اور اس وقت سمجھ آنے کا وقت کہاں (رہے گا۔ اس دن کا سمجھ میں آنا کارآمد نہیں) اس دن آدمی کہیگا کہ کاش میں آج کی زندگی کے واسطے کچھ ذخیرہ نیکیوں کا آگے بھیج دیتا۔

اسلام کیا ہے؟

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی

ضرورتِ مذہب

ہر آدمی میں جو روح وجسم کا مجموعہ ہے دو قوتیں ہیں۔ روح میں فرشتوں والی اور جسم میں جانوروں والی یا یہ کہئے نیکی اور بدی کی یا شرافت و رذالت کی اور ہر عقل کی فطری خواہش یہی ہے کہ نیکی و شرافت کو بالادستی حاصل ہو۔ اس کے لئے کسی ضابطہ کی ضرورت ہے، وہ خدائی ہو یا انسانی مگر دونوں میں وہی فرق ہوگا جو دونوں ضابطہ والوں کا فرق ہے خدا اور انسان کا۔

پھر آدمی کو اپنی ان قوتوں سے کام لینے کے دو راستے ہیں ایک وہ تعلق جو خالق و مخلوق میں ہے دوسرا وہ جو مخلوق مخلوق میں ہے اور ہر قوت کے درجے بھی ہوں گے ان سب کے لئے بھی خدائی آئین درکار ہے۔ یہی آئین مذہب ہے جو خدائی ہوگا صحیح ہوگا دوسرا ہوگا تو صحیح نہ ہوگا۔

ثبوتِ مذہب

تمام دنیا میں خدائی قانون وحی الٰہی حرف حرف بعینہٖ کہیں محفوظ نہیں رہا سوائے اسلام کے کہ یہاں آج تک حرف حرف حرکت حرکت تک محفوظ ہے۔ اس لئے انسانی شرافت و نیکی اور ان کے تعلقات و درجات کے خدائی قانون صرف اسلام ہی رکھتا ہے۔ دوسری کوئی قوم نہ اصل رکھتی ہے نہ حرف حرف نہ معتبر طریقہ سے محفوظ بلکہ ملی جلی یا کوئی غیر اصلی یا بے ثبوت۔ اس لئے اسلام کے سوا کوئی اور صحیح قانون ہو ہی نہیں سکتا، جو انسان کو انسان یعنی شرافت و نیکی کا پتلا بنا سکے اور جانوروں کی خباثتوں سے بچا سکے۔ اگر آدمی کو کامل انسان بننا ہے تو اسلام ہی کے دامن میں آنا ہوگا۔

اگر ان ملی جلی باتوں میں کہیں کوئی وحی الٰہی کا جملہ بھی آ جائے گو کسی جملہ پر یہ یقین نہیں کہ وہ وحی کا ہے یا دوسرا مگر پھر بھی اس کی تشریح کی ضرورت ہے۔ اس کی تشریح صحیح و قوی وہی ذات کر سکتی ہے جس پر وہ وحی نازل ہوئی اور اس کو سمجھا کر بتائی گئی ہے۔ اسی کا قول، فعل حالات، برتاؤ، اخلاق، معاشرت، سیاست، وحی الٰہی کی تشریح بن سکتی ہے۔ پورے عالم پر نظر ڈال کر دیکھ لیا جائے تو اوّل تو صاحب وحی سے پوری طرح یہ تشریحات قولیہ و عملیہ دستیاب نہیں ہوتیں اور اگر کچھ ہوتی ہیں تو ان کے نقل کا کوئی ذریعہ قابل بھروسہ کے نہیں۔

یہ صرف اسلام کو ہی فخر حاصل ہے کہ حضور نبی کریمؐ کے ارشادات افعال و احوال طور طریق اور اندر باہر تک کے حالات جو وحی الٰہی کی مکمل تشریحات ہیں آج تک موجود ہیں۔ اور پھر تاریخوں کی طرح بے ثبوت نہیں کہ نقل کرنے والوں کا پتہ ہی نہ ہو یا ہو تو ان کے معتبر ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو بلکہ اسلام میں اس وقت سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پوری سند اور نقل کی ہر کڑی پر راوی کے معتبر و غیر معتبر ہونے کے پورے حالات موجود ہیں اور مسلمانوں نے اس کے لئے پورا فن کا فن بنا رکھا ہے جس سے معتبر اور دوسرا درجہ کی معتبر اور نامعتبر الگ الگ چھان پھٹک کر رکھ رکھی ہیں۔ یہی فن علم حدیث ہے۔

اسلام کا کوئی نظریہ ایسا نہیں ہے، جو نہایت معتبر ذریعہ سے وحی الٰہی یا وحی الٰہی کی تشریح سے نہ ہو اب کس قدر محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس قدر پختہ ثبوت سے خدائی آئین ہوتے ہوئے دوسری کوئی تجویز اپنی گردن کا طوق بناتے اور واقعی وحقیقی قانون سے محروم رہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ جانوروں کے طریقہ سے نکل پورا انسان بننے کے اصلی و واقعی قاعدوں سے محروم ہیں۔

خدائی وحی نقلی چیز ہے جو نقل در نقل ہو کر بعد کے لوگوں کو پہنچتی ہے اور کوئی نقلی بات یقینی طور سے کس دلیل سے ہو سکتی۔ اس کی دلیل ساری دنیا میں فقط ایک ہی دلیل ہے کہ اول سے آخر تک اس کو دیکھ سن کر نقل کرنے والے اس قدر زیادہ ہوں کہ عقل ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔ جیسے ہر شخص بہت سے ملکوں آبادیوں حکومتوں دریاؤں وغیرہ وغیرہ کے موجود ہونے کا یقین رکھتا ہے گو ان کو اس نے نہ دیکھا ہو مگر اس لئے یقین ہے کہ اس کے نقل کرنے والے ہر زمانہ میں اتنے رہے ہیں کہ عقل ان کو سب کو جھوٹا نہیں کہہ سکتی۔ یہی صرف ایک دلیل ہے کسی نقلی چیز یا بات کے یقینی ہونے کی اسی طرح وہ وحی الٰہی یقینی ثابت ہو گی جو اس طرح نقل ہو گی جس میں ذرا خلل ہے وہ بے ثبوت ہے۔ اسلام میں وحی الٰہی اسی طرح ہے اور دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے ثبوت کے درجہ میں اسلام کی تعلیمات ہی صحیح ترین خدائی تعلیمات ہیں۔

تعلیماتِ اسلام

پھر جب ہم تعلیمات کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ تمام دنیا کی تعلیمات سے وہ فوقیت لئے ہوئے ملتی ہیں کہ کوئی اور تعلیم ان کے قریب بھی نہیں پہنچتی گو یقینی ثبوت کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں رہتی، کیونکہ جب یقینی طور سے دنیا بھر میں کسی کا خدائی تعلیم ہونا ثابت ہے اور دوسری تعلیمات یقینی نہیں ہیں انسانی آمیزش کا احتمال رکھتی ہیں تو ضرور ہے کہ خدائی تعلیم غیر خدائی سے بدرجہا اعلیٰ ہو گی اگر کوئی عقل اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے تو یہ قصور اس عقل کے ناقص ہونے کا ہوگا نہ کہ تعلیم کا۔ اگر ثبوت مل جائے کہ سورج طلوع کئے ہوئے ہے اور کسی کو ضعف بصر یا اندھے پن سے روشنی نظر نہ آئے تو قصور اس کی نظر کا ہوگا نہ کہ سورج کا۔

خدا کی ذات وصفات پر ایمان

خالق کے ساتھ جو تعلق ہے اس کا سب سے پہلا مرحلہ اس کی ذات کے وجود پر اور اس کی صفات پر ایمان لانا ہے۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا پہلا جز ہے۔ بالکل کھلی بات ہے کہ یہ سارا کارخانہ عالم لامحالہ کسی کے موجود کرنے سے موجود ہو سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہر ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والی کوئی ذات ہو اور پھر اس کو تمام عمدہ صفات میں سب سے بے انتہا بالا ماننا ضروری ہے کہ اس کے قریب تک بھی کوئی نہ پہنچ سکتا ہو۔ چہ جائیکہ مشابہت یا کسی بات میں شرکت رکھ سکے۔ ورنہ پھر وہ ذات سب سے اعلیٰ نہ ہوئی اور یہ ایک توہین بن گئی اور اعلیٰ نہ ہوئی تو سب کو وجود بخشنے والی بھی نہ ہوئی۔

یوں گمان کر لینا کہ جب تک ہم دیکھ نہ لیں نہیں مان سکتے۔ صرف بچوں والی ہٹ سے زیادہ درجہ نہیں رکھ سکتی کیونکہ دیکھ تو اس کو سکتے ہیں جو دیکھی جانے والی چیز ہو اور جو چیز ایسی نہیں ہے اس کا بھی علم ہر شخص کو ہوتا ہے گو دیکھ نہیں سکتا یعنی کسی چیز کا علم ہونے کے لئے دیکھنا ہی ضروری نہیں۔ علم کے ذرائع اور بھی ہیں اگر ان سے علم ہو جائے تو دیکھ نہ سکنے کی وجہ سے ان کا انکار نہیں ہو سکتا اور یہ غلطی عظیم ہو گی خوشبو بدبو آنکھ سے نظر نہیں آ سکتی۔ میٹھا کڑوا کھٹا ہونا دیکھا نہیں جا سکتا۔ کسی چیز کا ٹھنڈا گرم ہونا نظر سے محسوس نہیں ہو سکتا۔ آواز کا سخت و نرم ہونا الفاظ وغیرہ بھی آنکھ سے

سے نظر نہیں آ سکتے تمام عقلی قاعدے کلی مفہومات ان میں سے کسی ذریعہ سے بھی نہیں معلوم ہو سکتے آنکھ سے دیکھنا درکنار اور خود یہ کسی کا دیکھ سکنا بھی دوسرے کو نظر نہیں آسکتا مگر سب ان چیزوں کو مانتے ہیں کیونکہ اپنے اپنے ذہنوں سے ہر ایک کا علم ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ ان چیزوں کو ہم دیکھتے نہیں تو مانیں غلط ہی غلطی ہے۔ ہر قوت خواہ کسی چیز کی ہو نظر نہیں آتی۔ صرف ان چیزوں کے آثار نظر آتے ہیں ان سے دلیل لے کر اس کا یقین ضروری ہے اور انکار کرنا غلطی ہے۔

تمام ممکنات نہ خود بخود موجود ہو سکتی ہیں نہ معدوم کیونکہ ممکن سے ہی وہ جس کیلئے نہ وجود لازمی ہو نہ عدم اس لئے لامحالہ اس کے لئے کوئی وجود میں لانے اور معدوم کرنے والی ذات کی ضرورت ہے ورنہ وہ نہ موجود ہو سکے گی نہ معدوم۔ پھر وہ ذات اگر ممکن ہی مانی جائے گی تو اس کا بھی یہی حال ہوگا کہ نہ خود موجود ہو سکے گی نہ معدوم پھر اس کے لئے کسی اور ذات کی ضرورت ہوگی آخر یہ سلسلہ کسی ایسی ذات پر ختم ہونا ضروری ہے جو خود بخود لازمی وجود سے ہو یہی ذات خدا ہے۔

ابتدائے دنیا سے آج تک ہر قوم میں ایسی ذات کا وجود تسلیم ہوتا رہا ہے اور عقلاً بھی ضروری ہے مگر حقیقی تعلیم سے ہٹ جانے کی وجہ سے لوگ بہک بہک گئے ہیں حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیج بھیج کر ہمیشہ رہنمائی فرمائی ہے اور ہمیشہ ہر آسمانی دین کا اصل اصول عقیدہ بے مثال ذات کے وجود کا رہا ہے اور یہ بالکل صاف اور کھلی بات بھی ہے اور اسی طرح اس کی ہر صفت کا ایسا ہونا جو دوسروں سے اس کو اتنا اعلیٰ ظاہر کرے کہ کوئی اس کے قریب تک کا بھی نہ ہو پائے خدا ہونے کے لئے ضروری ہے۔

تمام آسمانی کتابوں پر ایمان

اسلام ان تمام کتابوں پر ایمان رکھنے کی ہدایت کرتا ہے جو بھی خدا تعالیٰ نے ابتدائے دنیا سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پر نازل فرمائی ہیں مگر جیسی وہ نازل ہوئی تھیں ان کے ویسے ہی کے حق ہونے پر ایمان لازم ہے۔ اور یہ بھی بالکل صاف بات ہے کہ جب خدا پر ایمان ہوگا تو اس کے ہر ہر کلام پر ایمان ضروری ہے۔ ورنہ یہ تو دھوکہ بازی ہوگی کہ دعویٰ تو خدا پر ایمان کا اور اس کے ارشادات میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا پھر تو یہ خدائے پاک پر بھی پورا ایمان نہ ہوا لیکن صحف اور کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں کلام الٰہی وہی تھیں انہی پر ایمان ہو سکتا ہے۔ اگر کسی قوم کے پاس وہ محفوظ ہی کتابیں ان کے ترجمے اور وہ بھی بے سند اور اصل نہ ہونے سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ صحیح بھی ہیں یا نہیں اور پھر ابتدا میں ایک معمولی آدمی نے لکھ لی ہوں اور پھر اس میں ردوبدل ہو گیا ہو جیسے آج بعض نام نہاد آسمانی کتابوں کے ہر اڈیشن پر ترمیم شدہ کا لفظ بھی بتا رہا ہے کہ بعینہ اصل نہیں رہی اور ہر لفظ میں یہ شبہ ہو گیا ہو کہ وحی کا لفظ ہے یا ترمیم کا پھر اصل کے بجائے ترجمے ہی ترجمے جن کا صحیح و غلط ہونا بھی اصل موجود نہ ہونے سے معلوم ہی نہیں ہو سکتا اب ان پر اگر کوئی ایمان لے آئے اور ان کو خدا کا کلام قرار دے دے تو غور کرکے فرمایئے کہ کیا یہ خدا پر تہمت نہیں کہ بے ثبوت بات کو خدا کا کلام کہا جا رہا ہے۔

تمام انبیاء و فرشتوں پر ایمان

اسلام میں یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی نبی خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ان کی نبوت یقینی دلیلوں سے ثابت ہے ان پر بھی ایمان لایا جائے مگر ان کو انسان بندہ مخلوق لیکن نبی سمجھ کر خدا کے ساتھ کسی صفت میں برابری کا درجہ نہ دیا جائے۔ یہ ایسی صاف بات ہے کہ جب خدا پر ایمان ہے اور خدا ہمیشہ سے ہمیشہ تک موجود ہے تو جس جس کو اس نے نبی بنا کر بھیجا ہے اگر کسی ایک کا بھی کوئی انکار کرے گا تو وہ خدا پر ایمان رکھنے میں سچا نہ ہوگا۔ اسلام کسی نبی کی امت کے لئے کوئی چیز نہیں ہے خدائے بے مثل پر اور ہر نبی پر ایمان ہے اور ہر کتاب الٰہی پر ایمان ہے اور اور نبیوں پر احکام لانے والے فرشتے ہیں۔ اس پر بھی ایمان ضروری ہے اور ان پر بھی جن کا ذکر وحی الٰہی میں ہے۔ کیونکہ بغیر اُن کو تسلیم کیے وحی الٰہی کو ہی تسلیم نہ کرنا ہے۔

دوسری زندگی پر ایمان

اسلام میں اس دنیا سے جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور نیک و بد کا انعام و سزا پانا اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ ذرا سے غور کر لینے پر بھی بالکل فطری بات معلوم ہوگی انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ روح اور جسم کا جسم تو عنصری ہے اسی نیچے کے عالم سے بنایا گیا ہے۔ اور روح عالم بالا کی نورانی شئے ہے اس عالم عنصریات کی نہیں ہے۔ پھر زندگی اس کا نام ہے کہ روح عالم بالا سے آکر اس عالم خاکی کی مصنوعی چیز جسم میں حلول کر جائے اور موت اس کا نام ہے کہ روح الگ اور جسم الگ ہو جائے اب الگ ہونے کے بعد اپنے اپنے مقامات میں ہر ایک کو لوٹ جانا ہے جسم عنصری عنصریات میں اور روح عالم بالا کی شئے عالم بالا میں واپس ہو جائے۔

لیکن غور اس پر کرنا ہے کہ یہ روح و جسم کا عارضی میل کیوں ہوا تھا یعنی زندگی کا مقصد کیا تھا تو اب جو ہم کائنات عالم پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس دنیا میں آنے کی غرض ادنیٰ درجہ کی چیز کا اعلیٰ درجہ کی چیز کے کسی فائدہ کے لئے ہوتا ہے اور اس ادنیٰ کے اوپر جتنے درجوں کے اعلیٰ ہوں گے یہ سب کے فائدہ و ضرورت کی ہوگی کہ اگر یہ نہ ہوں تو ان کے فائدے اور ضرورتیں بند ہو جائیں جمادات اپنے سے اعلیٰ نباتات حیوانات اور انسان سب کے فائدہ و ضرورت کے ہیں نباتات اپنے سے اعلیٰ حیوانات اور انسان کے اور حیوانات اپنے سے اعلیٰ انسان کے فائدہ و ضرورت کے لئے ہیں۔ اگر ادنیٰ میں سے کوئی قسم کی ایک چیز بالکل معدوم ہو جائے تو اس سے اوپر والے کا کوئی نہ کوئی فائدہ و ضرورت بند ہو جاتی ہے۔ مگر اعلیٰ معدوم ہو جائے تو ادنیٰ کی کوئی ضرورت بند نہیں ہوتی اب دیکھئے کہ انسان تو ان جمادات، نباتات حیوانات میں سے کسی کی غذا یا دوا یا آرام و راحت کام دینے کسی قسم کے فائدہ اور ضرورت کا نہیں اور یہ سب انسان کے فائدے و ضرورت کے ہیں چنانچہ ہر ایک پوری قسم کے نہ ہونے پر انسان کا کوئی نہ کوئی فائدہ و ضرورت بند ہو جاتی ہے مگر انسان کے بالکل معدوم ہو جانے سے جمادات نباتیات حیوانات کسی کا کوئی فائدہ و ضرورت بند نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ سب سے انسان ہی افضل ہے اور سب کے وجود سے انسان اور درمیانی مگر اُس سے اعلیٰ نوع کی ضرورت اور فائدے وابستہ ہیں اور اس کے وجود سے انسان اور ان اعلیٰ کی ضرورتیں اور فوائد پورے کرانے مقصود ہیں اور دوسروں سے جو اعلیٰ ہیں اس سے فقط انسان کے فوائد و ضروریات۔ مگر انسان اس میں سے نہ کسی کی ضرورت کا ہے نہ فائدے کا۔ معلوم ہوا وہ ان میں سے کسی کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اب اس کا وجود بیکار تو ہو نہیں سکتا یہ کسی اور اعلیٰ ترین مقصد کے لئے ہے کیونکہ سب سے اعلیٰ کے لئے مقصد حیات بھی سب سے اعلیٰ ہی درکار ہے۔

موجودات میں سے سب کو آلات سینگ ناخن بڑے دانت وغیرہ اپنے بچاؤ کے لئے اور پھر سردی گرمی سے بچنے کے لئے پَر، اُون، بال حسبِ مزاج عطا فرمائے گئے ہیں مگر انسان کو یہ چیزیں عطا نہیں فرمائیں اور جب یہ ضرورت و فوائد کے اعتبار سے اعلیٰ بھی تھا اس کو تو سب سامان ملنے تھے خصوصاً جبکہ اس کی طاقت و قوت سے بہت بہت زیادہ بعض دوسروں کو طاقت و قوت عطا فرمائی گئی ہے اس کے لئے تو بڑے بڑے سامانوں کی ضرورت تھی مگر اس کو

ایک ایسا جوہر عطا فرما دیا ہے جو ان کو کسی کو میسّر نہیں اور وہ ان کے سب ہتھیاروں اور سامانوں سے بڑھ کر ہتھیار اور سامان کا ذریعہ ہے یعنی عقل۔ اس کو ایسی عجیب قوت عطا فرمانے سے بھی معلوم ہوا کہ یہ موجودات دنیا میں سے کسی کے واسطے نہیں وہ سب اس کے واسطے ہیں یہ کسی اور عظیم الشان کام کے واسطے ہے جو کسی کے بس کا کام نہیں۔ اسلام کہتا ہے وہ کام اس کا خدائے وحدہٗ کی بندگی کرنا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا وہ میری عبادت کریں) پھر چونکہ بندگی دوسری عقل والی مخلوقات بھی کر سکتی ہیں مثلاً فرشتے تو اس کی بندگی کو ان سے بھی کوئی فوقیت حاصل ہونی ضروری ہے کیونکہ فرشتے بھی اسی کے کام آتے ہیں یہ ان کے کام نہیں آتا یہ ان سے بھی اعلیٰ ہوا تو کام بھی ان کے کام سے اعلیٰ ہوگا۔ یہ ہواؤں کا چلانا موسموں کا بدلنا زمین و آسمان، چاند سورج ستاروں کو حرکت میں لانا وغیرہ وغیرہ جن سے انسان کے لئے اوقات اور راحت وغیرہ کے سامان ہونے میں انہی کے متعلقہ کام ہیں مگر خود انسان ان کے بھی کسی کام کے لئے نہیں اس لئے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ایسی بندگی کے لئے ہے جو فرشتوں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ وہ اس کی بندگی کا تصادم و ٹکراؤ اور مخالفت نفس و شیطان کے ساتھ ہوتا ہے۔ فرشتوں میں نفس نہیں، شیطان کا وہاں دخل نہیں اور پھر ان میں مادہ ہی نافرمانی کا نہیں۔ ارشاد ہے۔ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ (فرشتے نافرمانی نہیں کر سکتے اللہ کی جو بھی وہ حکم دے) چنانچہ انتظامات عالم میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ طلوع وغروب لیل ونہار ایک سیکنڈ ادھر ادھر نہیں ہوتے جو جس دن تاریخ کے لئے ہیں ہمیشہ ویسے ہی اس کے لئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مخالفت کے ساتھ جو عبادت ہوگی وہ بے مخالفت سے زیادہ قابل قدر ہے۔ جیسے بھوکے کا دوسرے کے مال سے اور جوشیلے نوجوان کا حرام سے بچنا ورنہ بھفیہ والے اور نابالغ کا بچنا کیا کمال ہو سکتا ہے۔

چونکہ ان بدیوں کا مقام جن سے ٹکر لے کر کامل بندگی کرتا ہے عالم بالا نہیں ہے اور مخالفت کے لئے ان کا ہو سکنا لازمی تھا اس لئے روحوں کو عنصری جسم دے کر جن میں آگ کی تیزی و سربلندی جلانا پھونک دینا مٹی کا ہضم کر لینا پانی کا ہر نشیب میں جھک پڑنا ہر رنگ لے لینا، ہوا کا یہاں وہاں جانا آنا ہر خوشبو بدبو قبول کر لینا ان سب کا مجموعہ بدیوں کا خمیر نفس تھا۔ انسان میں یہ سب اثرات کا مجموعہ بندگی کی رکاوٹ بنا اور شیطان الگ مانع ہوا اب یہ دنیا میں چند روز کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تصادم کے ساتھ ان مخالفوں پر غالب ہو کر ویسی عبادت کرے جو عمدہ ترین اور فرشتوں تک کی عبادت سے بھی افضل ہے۔ ساری مخلوق سے بہترین کام کے لئے ہی ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت کی تمام مخلوقات پیدا فرما کر اس کو سوائے پرہیزی چیزوں کے سب کے استعمال کا حق دیا ہے۔ ہر انسان کی زندگی کی اصلی غرض صرف یہی ہو سکتی ہے کہ تمام جائز موجودات سے کام لے کر نفس و شیطان کو زیر کر کے فرشتوں سے بہتر بندگی کرے۔ اس کام کا وقت دنیا کی زندگی ہے۔ اور انعام و سزا کا وقت کام کے وقت کے پورا ہو جانے کے بعد ہی ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دنیوی جسم سے الگ یعنی موت ہو جانے کے بعد ہی جزا و سزا کامل کا ہونا قرین عقل ہے۔ رہا یہ کہ وہاں یہ جسم نہیں تو سزا و جزا روح و جسم دونوں کو نہ ہوئی صرف ایک کو ہوئی اور ہونی چاہیے تھی۔ دونوں کو تو یہ دنیا ہی میں ہو سکتی ہے اور وہاں اگر بلا جسم سزا ہوئی تو ایک کو ہوئی اور اگر دوسرے جسم کے ساتھ ہوئی تو وہ بے قصور ہے تو حقیقت یہ ہے کہ انسان اصل میں تو روح ہی ہے اسی کو دنیا میں کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جسم اور اجزا تو کام کے آلات ہیں۔ یا جسم تو ایک لباس کی طرح ہے۔ سردی کا لباس گرمی میں اور گرمی کا سردی میں بدل دینے سے اصل تو نہیں بدل سکتا اور وہ جسم بھی اسی جسم کے بعض اجزا سے۔ گو کسی کی نظر میں وہ جز جز نہ معلوم ہوں مع اور اضافات کے مکمل کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اصل روح ہے اسی کو جزا و سزا ضروری ہے۔ دنیا میں بھی دیکھا جا رہا ہے کہ مقصود روح ہے۔ ہاتھ یا پیر آنکھ ناک کان کٹ جائیں تو انسان انسان رہتا ہے۔ یہ سب باقی موت اور روح نہ ہو تو انسان نہیں رہتا۔ بلکہ عقل نہ رہنے سے بھی پاگل انسان رہتا ہے تو انسان نام روح کا ہے نہ جسم کا نہ عقل کا اور تکلیف بھی روح کو ہی ہوتی۔ جس حصہ سے روح کا تعلق نہیں اس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ بالوں اور ناخنوں کے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی اس لئے اصل چیز روح ہی ہے جزا و سزا اسی کو ہونی ضروری ہے۔ جو اس کام کے وقت گذر جانے یعنی اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد میں دوسری زندگی یعنی روح کو اور جسم ملنے پر ہونا لازمی ہے اور یہ دوسری زندگی بھی لازمی ہے اور نہ اس زندگی کی نیکی بدی کی جزا و سزا کا کوئی محل نہیں ہو سکتا جبکہ سزا و جزا کام کا وقت ختم ہونے کے بعد ہی ضروری ہے اور اس کی بھی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ممکن ہے وقت کے آخری جز میں بھی کوئی ایسی صورت اختیار کر جائے جو تمام کام کا بدل یا قائمقام بن سکے۔ اس لئے اس وقت کے بعد ہی جزا و سزا ہونی عقلاً ضروری ہے اور جزا و سزا کا نہ ہونا اس دنیا کی زندگی کو بیکار کر دینے کے مرادف ہے جو حکمت والے خالق کی شان کے خلاف ہے بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے عقلاً نہایت ضروری ہے کہ سزا و جزا بھی ہو اور ضروری ہے کہ کام کا وقت ختم کرنے کے بعد ہو۔ اسی لئے ہر آسمانی مذہب میں یہ عقیدہ سختی سے رہا ہے اور یہی اسلام میں ہے کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی ہے ابدالآباد کے لئے ملے گی۔ فرمانبردار کو ہمیشہ کے لئے انعامات حاصل ہوں گے اور باغیوں کو ہمیشہ کے لئے عذابات ہوں گے۔ اور چونکہ اطاعت و بغاوت ہمیشہ کے عزم و ارادہ کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے ہمیشہ کا ہی انعام و عذاب اس کے موافق ہے۔

انتقال پُر ملال

مورخہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ کو حافظ محمد حسین صاحب خطیب جامعہ مسجد محمدیہ سمندری کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ لہٰذا دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ والد صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائیں۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں

محمد علی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری ضلع لائلپور

ضرورت قاری

دارالعلوم حنفیہ میں ایک تجربہ کار مستند قاری صاحب کی ضرورت ہے۔ مصری لہجے والے قاری صاحب کو تخصیص دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

مولانا حافظ غلام حبیب صاحب مہتمم و خطیب جامع مسجد دارالعلوم چکوال

ضروری گذارش

ماہانہ بلوں کی ادائیگی اور چندہ کی رقوم بنام مینیجر صاحب ہفت روزہ خدام الدین بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ ارسال کی جائیں۔ دفتری امور کے سلسلہ میں ادارہ کے کسی کارکن کے نام پر خط و کتابت نہ کی جائے۔ (مینیجر)

خاموش مبلغ
ملتان

دُعا کثیر البرکۃ

جمع الجوامع میں علامہ سیوطیؒ ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضؓ مکہ معظمہ میں حجاج بن یوسف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں چار سو گھوڑے عربی پیش ہوئے۔ حجاج نے رعونت سے حضرت انسؓ کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے انسؓ! تو نے ایسے گھوڑے اپنے آقاؐ کے پاس بھی دیکھے ہیں۔ حضرت انسؓ نے کہا۔ ہاں میں نے ان گھوڑوں سے بہتر دیکھے ہیں۔ اور میرے آقاؐ نے فرمایا ہے گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ گھوڑے جہاد کے۔ تو ان کی ہر چیز ثواب اور حسنات میں لکھی جاتی ہے۔ چارہ اور خدمت اور لید اور پیشاب وغیرہ۔

۲۔ گھوڑے تفاخر اور ریا کے۔ ان کی ہر چیز سیئات اور گناہ میں لکھی جاتی ہے

۳۔ ناتوان گھوڑے جو ضعف اور پیری کی وجہ سے باربرداری اور سواری کے قابل نہیں ہوتے اُن کی خدمت پر ثواب ضرور ہے۔

لیکن یہ تیرے سب گھوڑے تفاخر کے لئے ہیں۔ یہ سب جہنم کا ایندھن ہیں حجاج نے کہا۔ اے انسؓ! اگر تو عبدالملک بن مروان کا سفیر نہ ہوتا تو میں تیرے ساتھ کس طرح پیش آتا۔ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا۔ لا واللہ۔ اللہ کی قسم! تو میرا ہرگز کچھ نہیں کر سکتا۔ میں ان کلمات طیبات کی حفاظت میں ہوں جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ حجاج نے متحیر ہو کر کہا وہ کلمات مجھے سکھلا دے۔ حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ تو ان کے لائق نہیں ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی۔ وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے۔ یہ دعا تلقین فرما گئے۔

ابان خادم حضرت انسؓ نے دس برس خدمت کی حضرت انسؓ کی اور وقت وفات حضرت انسؓ نے اس دعا کے کلمات حضرت ابان کو سکھلائے اور وہ دعا کثیر البرکۃ یہ ہے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ
بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَ مَالِيْ وَوَلَدِيْ
بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِيَ اللّٰهُ
اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ
وَ اَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ
لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ
مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَّ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ
وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۝

۷ مرتبہ صبح و شام یا ایک دفعہ ہی پڑھنا کافی ہے۔

ماخوذ از نفحات الجنۃ

ملنے کا پتہ:۔ ناظم مدرسہ نوریہ مسجد نور منٹگمری
قیمت ایک روپیہ۔ محصول ڈاک ۶۱ پیسے

تبصرہ

نام کتاب : احکام مال و دولت
تالیف : حکیم محمد صادق صدیقی
ضخامت : ۲۷×۱۷/۱۶ ۶۸ صفحات
قیمت : پچاس پیسے
ملنے کا پتہ :-
فردوس میڈیکو ایف ۱۵۱۱۔ حویلی کابلی مل لاہور

عبادات اور اخلاق کے متعلق بہت سے رسائل شائع کئے جا رہے ہیں۔ لیکن تجارت کے معاملات کے باب میں اسلامی نقطہ نظر سے عوام کے لئے کوئی رسالہ موجود نہیں۔ حکیم محمد صادق صاحب نے اس کمی کو محسوس کر کے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مفید اور کارآمد رسالہ تالیف کیا ہے اس میں قرآن و سنت کی روشنی میں تجارت کے تمام مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز اس کتاب کی زبان سلیس، بامحاورہ اور عام فہم ہے جس سے ہر خاص و عام استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

بدقسمتی سے اس زمانہ میں ہمارے معاشرہ میں لین دین کا معیار بڑا پست ہے۔ مثلاً ناپ تول میں کمی، اُدھار لے کر واپس نہ کرنا، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی اور سودی کاروبار۔ ان تمام برائیوں کا علاج اسلامی شریعت میں موجود ہے اور اس کتاب کے مطالعہ سے معمولی لکھا پڑھا انسان بھی ان تمام مسائل کو سیکھ سکتا ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ تمام مسلمان بھائی اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین!

کاغذ عمدہ۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب

روزانہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ — ۱۰۰ بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ — ۲۰۰ بار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ — ۳۰۰ بار

خوفِ خدا

: عبدالرشید چنیوٹی

انسان چاہتا ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ دولت میرے ہی پاس ہو سب سے بڑا منصب مجھے ہی حاصل ہو۔ دنیا کی خوبصورت ترین عورت میرے ہی قبضہ میں ہو حتیٰ کہ دنیا کی جمیع نعمتوں اور آسائشوں پر صرف اور صرف میری ہی اجارہ داری ہو یہ قوت شہوانیہ ہے ام الانسان ما تمنیٰ؟ کے اصول کے تحت جب اس کی مطلوبہ و مرغوبہ چیز اس کے ہاتھ نہیں لگتی تو پھر ہر جائز ناجائز ذرائع سے باریابی کی کوشش کرتا ہے ہر اس چیز کو جو اس کے مطلوب کے سامنے حائل نظر آتے اٹھا کر پرے پھینک دینے پر کمر باندھ لیتا ہے جب اپنی نسبت ایک کمزور آدمی کو اس چیز سے متمتع دیکھتا ہے جس کو ہزار کوشش کے باوجود نہ حاصل کر سکا تھا تو اس کا دل جوش سے کھولنے لگتا ہے یہ قوت غضبیہ ہے جس کے اشارہ پر چوری، ڈاکہ، قتل سے بھی نہیں چوکتا۔ قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ کے ملاپ سے وہ تمام خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جو روز مرہ مشاہدہ کئے جا رہے ہیں۔ باپ کو بیٹے نے اس لئے قتل کر دیا کہ باپ کی زندگی میں میراث نہیں لے سکتا تھا۔ بھائی کو بھائی نے اس لئے ذبح کر دیا کہ موروثی جائیداد کا واحد وارث وہی قرار پائے۔ ایک بے گناہ کو موت کے گھاٹ اس لئے اتار دیا تاکہ اس کی بیوی سے نکاح کر کے دلی حسرت پوری کر سکے۔ الحاصل سب جرائم و مظالم انسان کی قوت شہوانیہ و غضبیہ کے کرشمے ہیں۔

انسان کے عذر گناہ کو زائل کرنے کے لئے رحیم و کریم خالق نے ایک ایسی قوت بھی ودیعت کر دی جو ہر غلط اقدام پر اس کو ٹوکتی اور تباہی میں گرتے ہوئے اس کا دامن تھامتی ہے۔ یہ قوت عقلیہ ہے۔ یہی فطرت سلیمہ اور فطرت کی آواز ہے۔ ایک مثال میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو واعظ اللہ سے تعبیر کیا یعنی جب انسان کسی گناہ کا عزم کرتا ہے تو فوراً ضمیر آواز اسے ملامت کرتی ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے ادع مایریبک الی مالا یریبک " یعنی جب تیرا دل متردد ہو کسی کام کے گناہ و مباح سمجھنے میں تو وہ شق اختیار کر لو جس میں گناہ کا شائبہ نہ ہو۔ گناہ و ثواب کا فرق بتانے والا کوئی نہ ہو تو دل سے فتویٰ پوچھنے کا قاعدہ بھی اسی قوت کا مرہون منت ہے۔ لیکن جب میدان عمل میں انسان کو دیکھتے ہیں تو اس کی قوت عقلیہ، شہوانیہ و غضبیہ کے دو درندوں کے سامنے ایک بے بس ہرن کی طرح مظلوم نظر آتی ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر جن کی عقل و دانش نے دنیا میں دھاک بٹھا دی، بڑے بڑے سائنسدان جنہوں نے لوہے کو ہوا میں اڑا کر دکھا دیا۔ بڑے بڑے ڈاکٹر جنہوں نے سینہ سے دل نکال کر ہتھیلی پر رکھ کر اس میں اپریشن کیا پھر اپنے مقام پر رکھ کر ٹانکے لگائے اور مریض چنگا بھلا چلنے لگا لیکن جب ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان کی زندگی بھی ایک افریقی جنگلی کی طرح عیش و آلودہ بلکہ اس سے بھی بدتر نظر آتی ہے۔ اس وقت عجیب سی الجھن پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر محض عقل و دانش پر مدار ہوتا تو یہ لوگ اعلیٰ قسم کی پاکیزہ زندگی سے مزین ہوتے لیکن معاملہ برعکس کیوں ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ عقل محض ہوس و طیش جیسی دو مہیب طاقتوں کا مقابلہ بجز ایک دوسری چیز کے تعاون کے نہیں کر سکتی۔ وہ دوسری چیز خوف خدا ہے جو تمام اعمال صالحہ کی روح اور افعال قبیحہ سے روکنے کا واحد آلہ و ذریعہ ہے۔ انسانیت کی افضل ترین شخصیات انبیاء علیہم السلام کے ذکر خیر میں خدائے قدوس نے خشیت الٰہی کو نمایاں طور پر ذکر کیا۔ وکانوا لنا خٰشعین (اور وہ ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے) [illegible] ملائکہ مقربین کے حق میں ارشاد فرمایا۔

وھم من خشیتہ مشفقون

(پارہ ۱۷) ترجمہ: وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔ قرآن مجید کے مضامین کا بہت بڑا حصہ ہے جس میں بد اعتقاد و بد اطوار قوموں کے انجام کو بطور عبرت ذکر کیا گیا ہے یعنی کسی زمانہ و کسی خطہ کے رہنے والے لوگو! اگر تم نے بھی غلط روی کو نہ چھوڑا تو یاد رکھو کہ پہلوں کی طرح تم بھی عذاب خداوندی کی چکی میں پس جاؤ گے۔ جس طرح پہلے معاندین و مجرمین نے اپنے عقائد باطلہ اور اطوار فاسقہ کا خمیازہ دنیا میں بھی بھگتا اور عذاب آخرت کا علیحدہ ہوگا۔ اگر تم نے بھی انہی کی راہ لی تو یاد رکھو حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جاؤ گے!! قیام قیامت بھی اس لئے ہے کہ لوگ خدائے ذوالجلال کے روبرو حساب و کتاب دینے کے ڈر سے اپنا معاملہ درست رکھیں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوشاں رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب خوف خدا دل میں جگہ پکڑ جائے تو تمام اجزا اور ان سے صادر ہونے والے افعال صحیح راستہ اختیار کر لیتے ہیں اور گناہ تب ہی صادر ہوتے ہیں جب خوف خدا کی گرفت قلب پر ڈھیلی ہو جائے۔ زنا کرنے والا کب زنا کر سکتا ہے؟ جب وہ یقین رکھتا ہو کہ اور کوئی دیکھے یا نہ دیکھے خدائے بصیر کی نگاہ کے سامنے تو پردہ نہیں۔ رشوت لینے والا کب رشوت لے سکتا ہے؟ جب وہ سمجھے کہ جس مالک نے اسے حرام کیا ہے وہ پاس موجود ہے۔ چور چوری کرتے ہوئے پانچ سال کے بچے سے ڈرتا ہے۔ لیکن خدائے قہار کا خوف اس کے دل سے نکل چکا ہوتا ہے ورنہ چوری کیسے کر سکتا ہے؟ خوف خدا سے جب کوئی قوم خالی ہو جائے تو اس کی تباہی قریب تر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اپنا خوف نصیب فرمائے

جب خدا کے خوف سے آزاد ہو جاتی ہے قوم
آپ اپنے ہاتھ ہی برباد ہو جاتی ہے قوم

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

ریڈیو پاکستان کی نشریات کو اصلاحی بنانے کی تحریک

ریڈیو کی نشریات سے قوم کی انفرادی، سماجی اور معاشرتی زندگی کا متاثر ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ ریڈیو پاکستان کے پروگراموں میں مختصر ہی سہی مگر کچھ نہ کچھ وقت اصلاحی پروگراموں، نعتوں، درس قرآن پاک کے لئے وقف ہے۔ ریڈیو ایک قومی عوامی ادارہ ہے اور عوام کی اکثر فرمائش گانوں اور ڈراموں تک محدود ہوتی ہے۔ اس لئے ریڈیو عوامی خواہشات کے پیش نظر فرمائشی پروگراموں کو رنگا رنگ گانوں سے ترتیب دیتا ہے۔ پاکستان کے دینی حلقے ریڈیو نشریات پر بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ اور ریڈیو کے اصلاحی پہلو سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ورنہ ریڈیو پاکستان دینی حلقوں کی خواہش کا بھی احترام کرے اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ سرد مہری کا ثبوت دے۔

میں پاکستان کے دینی حلقوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ریڈیو سے تعاون رکھیں اور ملک بھر میں یہ تحریک شروع کی جائے۔ عوام کو توجہ دلائی جائے۔ اخبارات، رسائل اور نشر و اشاعت کے تمام ذریعوں سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ ریڈیو پاکستان مذہبی اور اصلاحی پروگرام زیادہ پیش کرے۔ عوام کو چاہیئے کہ وہ اپنی پسند کے فرمائشی پروگراموں میں دینی تقاضوں کو پیش نظر رکھیں۔ اور اصلاحی پروگرام پیش کرنے کی بھی سفارش کریں۔

میں ریڈیو پاکستان کے ڈائرکٹر صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بڑے خوشگوار طور پر مشاہیر اسلام کے مجاہدانہ کارناموں کو ریڈیو کے ذریعہ نشر کیا کریں۔ اور اکابر امت کے یوم بڑے احترام سے منایا کریں۔ ان دنوں فلمی گیتوں کی ریکارڈنگ نہ ہو۔

خاص طور پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ دنوں میں فلمی ریکارڈنگ کو بند کیا جائے۔ اس موقع پر ممتاز علماء کرام کے ارشادات، صلحاء امت کے زریں اقوال اور بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت کے پھولوں سے مرتب شدہ پروگرام پیش کیا جائے۔ رمضان شریف اور اسلامی تہواروں پر بھی اصلاحی پروگرام زیادہ سے زیادہ پیش کئے جائیں۔

محمد یعقوب شیخ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ملتان

وہ مشرق ہو کہ مغرب ہر طرف ہے فتنہ سامانی
نظام زیست کو منشورِ قرآں کی ضرورت ہے

●

زمانہ آگیا جھوٹے خداؤں سے بغاوت کا
مکمل اتباع حکم یزداں کی ضرورت ہے

"ماہر القادری"

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور مدظلہ

کا پروگرام

۹ر جولائی شام بروز جمعہ: سرگودھا کے لئے روانگی

۱۰ر جولائی: جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ میں شرکت
شام کو چناب ایکسپریس سے راولپنڈی کو روانگی

۱۱ر جولائی صبح: چک لالہ اسٹیشن پر گاڑی سے اتریں گے
چوہدری اللہ دتہ صاحب کے ہاں قیام ۔۔۔
صاحبزادہ چراغ الدین شاہ صاحب کی دعوت پر نماز عصر مسجد قاضی نظام دین محلہ امام باڑہ میں پڑھیں گے۔ مغرب کے بعد مجلس ذکر ہوگی۔
رات کو مدرسہ انوار الاسلام کے سالانہ اجتماع میں شرکت۔

۱۲ر جولائی: صبح درس قرآن ۔۔۔۔ بعد از درس کوہ مری کو روانگی۔
آمد مری تقریباً دس بجے۔ بعد از نماز عشاء مجلس ذکر جامع مسجد شرقیہ قیام دار العلوم ربانیہ مری

۱۳ر جولائی: درس قرآن جامع مسجد مرکزی مری۔ آٹھ بجے صبح روانگی لنگر کسی اور بیعت و بیان بعد از نماز ظہر کشمیری بازار۔ بعد از نماز عصر روانگی مری۔ بعد از نماز عشاء درس قرآن مدرسہ ربانیہ جامع مسجد شرقیہ مری۔

۱۴ر جولائی: روانگی لاہور

(حاجی) بشیر احمد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

سہ روزہ کانفرنس

مقام کمیٹی گراؤنڈ بھکر بتاریخ ۱۲، ۱۳، ۱۴ ربیع الاول مطابق ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۴ ر جولائی ۱۹۶۵ء بروز پیر، منگل، بدھ۔ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں:۔

● مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ۔
● ابن امیر شریعت مولانا سید ابو ذر ابو معاویہ عطاء المنعم صاحب بخاری ملتان ● حضرت مولانا محمد عبد القادر صاحب آزاد بہاولپور ● مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ملتان ● حضرت مولانا علامہ عبد الستار صاحب تونسوی ● مولانا اللہ بخش صاحب صدیقی بھکر ● جناب عذر معاویہ کروڑ سیرت النبیؐ و سیرت الصحابہؓ و سیرت اہلبیتؓ کے موضوعات پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں گے۔

نوٹ:۔ روزانہ ہر اجلاس بعد نماز عشاء ہوگا ● مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

حافظ ممتاز علی مہتمم مدرسہ عربیہ جامعہ رشیدیہ بھکر ضلع میانوالی

زیر اہتمام جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر

سیرت کانفرنس

بتاریخ ۹ - ۱۰ - ۱۱ - جولائی - بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار
بمقام: کمپنی باغ سرگودھا

علمائے کرام

● حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی ● حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ● حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب ● حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب ● حضرت مولانا شمس الحق صاحب ● حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ● حضرت مولانا غلام غوث صاحب ● حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی و دیگر معروف علمائے کرام شرکت کر رہے ہیں۔

نوٹ:۔ استقبالیہ صرف مدعوین کے قیام و طعام کی ذمہ دار ہو گی۔ کرسی کے لئے یومیہ ایک روپیہ اور تین یوم کے لئے دو روپیہ ٹکٹ ہوگا۔

تمام مسلمانانِ علاقہ سے درخواست ہے کہ وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے جوق در جوق تشریف لاویں۔

نذرِ عقیدت بجناب حضرت جیؒ

از قاضی محمد عدیل عباسی

جس طرح آفتابِ عالمتاب کی شعاعوں سے آنکھیں چکا چوندھ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جب میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دو چار ہوا تو اس عظیم و بزرگ انسان کے سامنے اپنی خیرگیِ چشم پر مجھے حیرت نہیں ہوئی۔ حیرت اس بات پر تھی کہ بچپن سے علماء کے مواعظ سننے کا شوق رہا یہ انوکھی باتیں کس کتاب میں لکھی تھیں جو کسی نے آج تک بیان نہ کیں؟ وعظ سے لوٹا تو چند احباب نے سوال کیا کہ یہ حضرت جی کون ہیں؟ میرے تاثر کا یہ عالم تھا کہ میں نے معاً جواب دیا کہ خبردار اس کی تقریر سننے نہ جانا بڑا خطرناک انسان ہے۔ اپنے ساتھ بلا کی کشش و جاذبیت رکھتا ہے۔ معلوم نہیں کون سا افسوں جانتا ہے کہ بس اپنے گھسیٹ لے جاتا ہے اور ایک دوراہے پر کھڑا کر دیتا ہے اور ان آنکھوں سے دکھلا دیتا ہے کہ یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے جدھر جی چاہے جاؤ اور نتیجہ یہ ہے کہ اس کی باتیں سنو گے تو یہ حلوا مادر وطن جو غفلت میں ہم لوگ اڑا رہے ہیں اور جس کے لئے اتنی محنتیں کر رہے ہیں وہ سب چھوٹ جائیگا میری اس بدتمیزی کی مدح سے لوگوں کا اشتیاق بڑھا اور جو گیا وہ اپنے دل میں ایک زبردست ٹیس، ایک گہرا زخم لے کر آیا اسے احساس ہو گیا کہ وہ جس راہ پر چل رہا ہے وہ کیسی ہولناک اور خود فراموشانہ ہے۔ یہ تھی سنت جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت مولانا کو جنہیں لوگ ادباً صرف حضرت جی کہتے تھے نصیب ہوئی تھی۔ مجھے ہندوستان کے بیشتر علماء اور بعض مشائخ کو دیکھنے، ان کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کرنے اور اور ان کے مواعظِ حسنہ سننے کا اتفاق ہوا ہے لیکن میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا کوئی نہیں پایا جس میں اس اعلیٰ درجہ کی روحانیت ہو کہ پاس بیٹھتے ہی اپنے اعمال سانپ بچھو بن کر کاٹنے لگیں اور رجوع الی اللہ کا ایک جذبہ پیدا ہو کر خشیت الٰہی طاری ہو جائے اور اپنے نفس کے تزکیہ اور بداعمالیوں سے توبہ کرنے اور راہِ مستقیم اختیار کرنے کی طلب پیدا ہو۔

اسی لئے جب میں ۳ر اپریل کی صبح لکھنو داخل ہوا تو یہ سن کر دھک سے رہ گیا کہ حضرت جیؒ اچانک واصل بحق ہو گئے۔ کہا گیا ہے کہ ایک عالم کی موت عالم کی موت کے مترادف ہے۔ آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات مردہ ہو گئی اور زندگی نے ہمت توڑ دی ہے۔

افسوس اپنی بدبختی کو چشمہ سامنے تھا اور میں تشنہ رہا۔ میں نے برادر عزیز مولوی محمد شکیل عباسی ندوی نے جو تبلیغی جماعت کے کارکنوں بلکہ شیدائیوں میں ہیں کہا کہ مجھے بھی کہیں کہیں ہمراہ لے چلو۔ میرے نفس کی کدورت کچھ دور ہو۔ سحر قریب ہے۔ اللہ کا نام لیا جائے۔ لیکن امیر جماعت میری صحت کے پیش نظر مجھے گشت سے مستثنیٰ کر دیں تو انہوں نے سوچ کر کہا کہ آپ دلی جائیں اور وہاں مرکز میں حضرت جی کی صحبت اختیار کریں۔ چند روز اس کے لئے نکالیں۔ آپ کو وہاں جو دو تین دن میں حاصل ہو جائے گا وہ دوسری جگہ برسوں میں ملے گا۔ دنیاداروں کی باتیں غفلت کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ ساتھی ملے، جماعت بنی، امروز و فردا کرتے وقت ٹلتا رہا اور اب وہ ہدایت و رشد کی مسند خالی اور وعظ و پند کی محفل سونی ہے ؎

دگر دانائے راز آید نہ آید

حضرت جی کیا تھے؟ اسے مجھ جیسا تیرہ بخت، آلودہ معصیت، علم و عرفان سے ناآشنا کیا سمجھ سکتا ہے۔ رات کی اندھیاری میں جب چاند طلوع ہوتا ہے تو چاند کی اصلیت و ماہیت کو کون جانتا ہے؟ صرف روشنی دکھلائی دیتی ہے وہ عالم افروز روشنی میں نے دور سے دیکھی دودھ کی طرح پھیلی ہوئی چاندنی، بستی میں اجتماع تھا۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نے اس ناکارہ سے کہا کہ جگہ وغیرہ کا انتظام کر دے۔ میں نے انتظامات کے سلسلے میں کوتوال شہر سے کہا کہ وہ کچھ سپاہی مقرر کر دیں۔ کیونکہ آس پاس جرائم پیشہ لوگوں کی آبادی تھی۔ وہ عین وقت پر خود بھی موٹر سائیکل پر آیا اور دیکھ بھال کر سپاہیوں سے کہا کہ چلو یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس وقت حضرت جیؒ خطاب کر رہے تھے۔ سپاہی جو ہندو تھے کوتوال سے کہنے لگے کہ حضور آپ چلیں ہم لوگ ابھی آتے ہیں یہ مولانا صاحب تو اپنے مذہب کی نہیں۔ سب مذہبوں کی بات کہتے ہیں۔ خداشناسی وحق پرستی و عرفان الٰہی کو عوام کے ذہن نشین کرانے کا مادہ اس طرح تقریر میں نمایاں تھا۔

حضرت جی کو ایک لگن تھی خلق خدا کو نجات دلانے کی، نجات کے راستہ پر لگانے کی بھٹکی ہوئی انسانی آبادی کو سیدھے راستے پر لانے کی وہی لگن جو آقا و مولانا سیدنا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی یہاں بھی حضرت جی کو ایک سنت نصیب ہوئی تھی قافلے روانہ ہو رہے ہیں کوئی حجاز جا رہا ہے کوئی افریقہ کوئی امریکہ اور کوئی برطانیہ۔ شب و روز کام ہو رہا ہے۔ عالم ہے کہ تخت انتظام ہے۔ اور حضرت جی ہیں کہ قافلوں کو خدا حافظ کہہ رہے ہیں۔ نہ بم سے کام رکتا ہے نہ جنگ سے جہاں خطرہ ہے وہیں لوگ جھونکے جاتے ہیں اور اپنے کام میں سرگرم ہیں دریا اور صحرا کوئی بھی خالی نہیں ہے۔ دن اور رات کا کوئی حصہ بچا نہیں ہے۔ دس، بیس ہزار آدمی ہر منٹ چل رہے ہیں سفر کر رہے ہیں اپنا پیسہ خرچ کر رہے ہیں اپنا کھا رہے ہیں اور اپنا اور دوسروں کا کام بنا رہے ہیں۔ حضرت جیؒ ہیں کہ تھکتے نہیں، گھبراتے نہیں دعا کرتے ہیں تو اس الحاح وزاری کے ساتھ کہ کلیجے دہل جاتے ہیں۔ یقین ہے کہ امڈتا چلا آ رہا ہے۔ یقین پیدا کرنے کا جو کام حضرت جیؒ نے کیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا جو کماؤ اکیلے نہ کھاؤ کھلا کر کھاؤ۔ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ پیغام ہے جو گنبد افلاک میں تکبیر مسلسل کی طرح گونج رہا ہے نہ کوئی رجسٹر ہے نہ فیس ممبری ہے نہ دستور ہے نہ آئین ہے نہ چندہ ہے اور نہ فنڈ ہے مگر بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں بڑے بڑے علماء دوروں پر نکلتے ہیں تو اپنی کوتاہیاں محسوس کرتے ہیں۔ اسلام کی شعاعیں پھیل رہی ہیں۔ یہ سب پھیلا کر یہ پاک وجود ہم سے رخصت ہو گیا۔ کون ان کی جگہ لے گا۔ اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے وہ خود اپنے کام کا محافظ ہے لیکن آج پوری قوم مسلم افسردہ ہے وہ محسوس کرتی ہے کہ سایہ اٹھ گیا پناہ گزیں جاتا رہا ایک خلا ہے۔ عظیم خلا کیا یہ کبھی پر ہو گا؟

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

بقیہ : بہترین اعمال

غیر مستحقین کے ساتھ حسن سلوک

اَفضَلُ الفَضَائِلِ اَن تَصِلَ مَن قَطَعَكَ وَ تُعطِی مَن حَرَمَكَ وَ تَصفَحَ عَمَّن ظَلَمَكَ۔

ترجمہ :- سب سے بڑی فضیلت والے کام یہ ہیں کہ جو تجھ سے قطع تعلقات کرے تو اس کے ساتھ تعلقات جوڑے اور جو تجھے نہ دے اور محروم رکھے تو اُسے دے اور جو تجھ پر ظلم اور زیادتی کرے تو اُسے معاف کرے۔

اچھے لوگ

اَفضَلُکُم الَّذِینَ اِذَا رَءُوا ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِرُؤیَتِہِم۔

ترجمہ :- تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جنہیں جب دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آ جائے۔

(ف) اُن حضرات کا ذکر ہے جو قال اللہ و قال الرسولؐ کے پابند ہیں۔ عبادت اور تقویٰ ان کا شعار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے دل لبریز ہیں۔ ان کی مجلس میں جانے سے یادِ الٰہی تازہ ہوتی ہے۔ اسوۂ حسنہ پر چلنے کا سبق ملتا ہے۔

جیسے دنیا داروں کی مجالس میں دنیا کی محبت تازہ ہوتی ہے۔ دیکھئے ۴

بقیہ : اداریہ

مبارک علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حاجی محمد عبداللہ صاحب سیٹھی کی اہلیہ محترمہ ۳۰ر جون کو ۲ بجے بعد دوپہر شدتِ بخار کے باعث اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ــــ

مرحومہ کی عمر ساٹھ کے لگ بھگ تھی۔ اور وہ نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ خود سیٹھی صاحب موصوف اور ان کے بھائی حاجی محمد یوسف سیٹھی صاحب بھی سلسلۂ نقشبندیہ میں مجاز اور نہایت متقی و پرہیزگار بزرگ ہیں۔ اور خدمتِ قرآن کے سلسلہ میں نہایت اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آج صرف اس ایک خاندان کی مساعی سے قرأت و تجوید کے ہزاروں مدرسے دینی خدمات میں مصروف ہیں اور عرب و عجم میں کلام اللہ کی دلنواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اللہ تعالےٰ اُن کی اس مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

ادارہ خدام الدین سیٹھی صاحب موصوف اور انکے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں صدق دل سے دعا کرتا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

قارئینِ خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے ایصالِ ثواب کریں۔

۴ اُن حضرات کی مجلس میں اللہ تعالےٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

بقیہ : مجلس ذکر

رکعت پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بُری بات زبان سے نہ نکالی۔ تو اس کے بدلے میں بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے مہینے کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کو جسے ایام بیض کہتے ہیں اکثر روزہ رکھتے۔ اور سفر و حضر میں کبھی نہ چھوڑتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پیر اور جمعرات کو بھی آپؐ روزے رکھا کرتے تھے۔

محترم حضرات! آپ نے حضورؐ کے روزانہ کے معمولات سن لئے۔ کوشش کریں کہ آپ بھی اسی طرح زندگی بسر کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ایجنٹ حضرات

سابقہ حساب جلد از جلد بیباق کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ ترسیل بنڈل روک لیا جائے گا۔

نیز

خط و کتابت کرتے وقت ایجنٹ و خریداران حضرات خریداری نمبر اور کھاتہ نمبر ضرور تحریر فرماویں تاکہ تعمیل میں تاخیر لاحق نہ ہونے پائے۔

(مینجر)

بچوں کا صفحہ

اسلامی عدل و مساوات کی کہانی

حضرت مولینا شمس الحق صاحب کی زبانی

فرمودہ درس قرآنی مورخہ ۲۰/۶/۶۵ جامعہ مسجد ماڈل ٹاؤن بہاولپور،

—— : مرتبہ : محمد امین بورسٹل جیل بہاولپور : ——

فرمایا کہ اسلامی تاریخ میں مراد ایک بامُراد بادشاہ گزرا ہے۔ یہ بادشاہ بڑا جابر اور جنگجو بادشاہ تھا اس نے یورپ کی عیسائی حکومتوں سے خوب ٹکر لے رکھی تھی اور ان سب کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ ایک مدت تک عیسائی سر نہ اٹھا سکے۔

لکھا ہے کہ اسے مساجد تعمیر کرانے کا بڑا شوق تھا۔ جب فتوحات سے فارغ ہوا تو ایک خاص معمار کو مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور خزانے کا منہ کھول دیا۔ ایک مدت کے بعد جب مسجد مکمل ہو گئی۔ تو شوق سے اسے دیکھنے گیا۔ مگر مسجد پسند نہ آئی۔ غصے میں آ کر معمار کا ہاتھ کاٹنے کو کہا چنانچہ معمار کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ معمار بے چارہ تڑپ کے رہ گیا۔ چاروناچار قاضی (چیف جسٹس) کے پاس فریاد کی۔ قاضی نے مراد کو طلب کیا۔ ساری داستان سننے کے بعد جو حکم دیا۔ وہ یہ تھا کہ

خون شاہ رنگین تراز معمار نیست

(از مثنوی اسرار و رموز) بس پھر کیا تھا مراد کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ نہ قاضی نے فیصلہ بدلا اور نہ ہی مراد نے کوئی عذر کیا۔ یہی وہ بادشاہ تھا۔ جس کے نام سے یورپ کی حکومتیں کانپ اٹھتی تھیں۔ مگر آج اسلامی فیصلے کے سامنے مجرم ہے۔

مزید فرمایا کہ احمد آباد نامی ایک شہر ہے جو ہندوستان میں ہے اور بلوں کا شہر کہلاتا ہے۔ اس شہر کا بانی احمد نامی ایک حکمران تھا۔ اس کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک ہی لڑکی تھی جو اسے بہت پیاری تھی بڑے چاؤ سے اس کی شادی کی اور داماد کو گھر رکھا۔ اتفاق سے داماد کے ہاتھوں ایک ہندو قتل ہو گیا۔ بادشاہ کے داماد پر مقدمہ چلا۔ تو مقتول کے ورثا قصاص کی بجائے خون بہا پر راضی ہو گئے اور ایک تحریر قاضی کے پیش کی۔ قاضی نے بھی قصاص کی بجائے خون بہا پر فیصلہ کر دیا۔ مگر اس فیصلے کے لئے بادشاہ کی منظوری بھی ضروری تھی۔ جب وہ کاغذ بادشاہ کے پیش ہوا تو اس نے فیصلہ دیا کہ یہ راضی نامہ جبر یا اثر کے ماتحت نظر آتا ہے کیونکہ قاتل میرا داماد ہے۔ لہٰذا یہ انصاف کے منافی ہو گا۔ لہٰذا دیت کی بجائے قصاص لیا جائے۔ بلکہ آج ہی میرے داماد کا سر قلم کیا جائے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (المائدہ)

یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو درست رکھتا ہے۔

اور سنایا کہ امیر معاویہ اور شاہ روم کے درمیان معاہدہ ہوا۔ کہ ایک سال تک آپس میں نہیں لڑیں گے۔ ایک سال گزرنے کو آیا۔ تو اندرون ملک میں فوجی نقل و حرکت شروع ہو گئی آپ کو معلوم ہوا تو معاہدہ کی پاس داری کی تاکید کی کہ ایک دن پہلے بھی ایسی حرکت نہ کرو۔ جس سے معاہدہ توڑنے کے لئے راہ کھلتی ہو۔ بلکہ میعاد کے بعد دوسرے کو خبردار کر دینا چاہیئے کہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے اس ضمن نے آپ نے معاہدہ حدیبیہ کی مثال پیش کی کہ کس طرح کمزور شرائط پر ایک دیرپا معاہدہ ہوا۔ حضورؐ نے جملہ شرائط قبول فرما کر معاہدہ کا ہر ممکن پاس کیا۔ اور یہ الگ بات ہے کہ حکمت ربیؔ کسی اور امر کی متقاضی تھی کہ معاہدہ خود مشرکین مکہ نے جلد ہی توڑ دیا تا آنکہ حضورؐ نے مکہ فتح کر لیا۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اصحابی نے کوئی معاملہ کیا۔ اصحابی نے کہا کہ حضورؐ آپ تشریف رکھیں میں ابھی آیا۔ مگر گھر جا کر ایسا مصروف ہوا کہ حضورؐ کا خیال ذہن سے اتر گیا۔ ایک دن کے بعد یاد آیا تو بھاگا بھاگا گیا۔ اور دیکھا تو حضورؐ کھڑے ہیں۔

یہ کوئی اقوام متحدہ کا وعدہ تھوڑا تھا جو کشمیر اور فلسطین کے لئے نہ پورا ہوا اور نہ ہو گا۔ اصل میں مادی دنیا کے وعدے بھی مادی ہوتے ہیں۔ فائدہ ہوا تو پورا کر دیا۔ ورنہ خیر۔ لیکن روحانی دنیا کے وعدے عین اسلامی ہوتے ہیں جو ہر قیمت پر پورے کئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایفاء عہد اور امانت دار کی یوں تعریف ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ (المومنون)

اللہ کے پیارے وہ لوگ ہیں جو امانتیں لوٹا دیتے اور وعدہ کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں بھی اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

قرآن کی خدمت

سچا ہے قرآن ہمارا — کیسا اچھا پیارا پیارا
ماں سے پیارا جان سے پیارا — سارے جگ میں سب سے نیارا
سب سے اونچا سب سے مکرم — خادم اس کے ہم سب ہر دم
سیدھی سچی باتیں اس کی — کیسی اچھی باتیں اس کی
کیسے میٹھے اور انمول — اس کے پیارے پیارے بول
ہم سب اس کو لیکے اٹھیں گے — اس کی خدمت خوب کریں گے
اس کی پیاری پیاری باتیں — سارے جگ سے نیاری باتیں
ہم سب ہی کو بتلائیں گے — دنیا بھر میں پھیلائیں گے
دنیا رب کی، رب کا قرآن — رب ہے سب کا، سب کا قرآن
رحمت ہر اک گھر کے لئے یہ — رحمت دنیا بھر کے لئے یہ
اس کی عزت، سب کی عزت — اس کی خدمت سب کی خدمت

اونچا اس کا نام سدا ہو
جان ہماری اس پہ فدا ہو

۹ جولائی ۱۹۶۵ء

۲۰

فون نمبر ۶۷۵۴۵

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰ / ۱۹۳۳۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

پروفیسر منیر واسطی

ذیل میں ہم "نشید جنگ" کے عنوان سے اس قومی ترانے کا ترکی سے اُردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو حاکف نے ترکی کی افواج قاہرہ کو اس وقت ایک نادر تحفے کے طور پر پیش کیا تھا جبکہ وہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے ریاستہائے بلقان سے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں نکلی تھیں۔ ترک سپاہی اپنے اس قومی ترانے کی دھنوں میں موجھومتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے اور بلغاریہ کی فوجوں کے کشتوں کے پشتے لگاتے جا رہے تھے۔ (منیر واسطی)

اے سپاہی! اپنے گھر کو اللہ کے حوالے کر اور میدان جنگ کی راہ لے۔
جنگ کا نعرہ لگا کر تیغ کو نیام سے باہر نکال کر وطن کو دشمن سے بچایا جا سکے۔
اس طرح جہاد کا موقع ہر ایک کو میسّر نہیں ہوا کرتا۔
آگے بڑھے جا میرے نوجوان سپاہی! ——— تیرا خدا حافظ!

اے وہ بہادر جو اتفاقاً اپنے جتھے سے پیچھے رہ گیا ہے۔
تیرے ساتھی آگے جا چکے ہیں تو بھی پہنچ اور ان میں جا مل۔
سُن! تیرے شہید باپ دادا کی رُوحیں تجھ سے کہتی ہیں۔
"دیر نہ کر میری اولاد" ——— جا ——— تیرا خدا حافظ!

دیر نہ کر میری اولاد! تیرا راستہ بے روک ٹوک کھلا ہوا ہے۔
جنگ میں شامل ہو جا۔ اپنے آہنی بازوؤں کو ڈھیلا نہ کر۔
اپنے تیروں کو دشمنوں کے سینے میں گاڑ دے۔ اور اگلی صف میں جا کھڑا ہو ——— !
تیرا نصیبہ بلند ہو ——— جا ——— خدا حافظ!

جب سیلاب جوش میں آتا ہے تو زمین شق ہو جاتی ہے۔
پہاڑوں کو پہاڑ نہ سمجھ، چٹانوں کو چٹان نہ سمجھ کر آگے بڑھے جا۔
اور اپنے جوش کردار سے دشمن کو حیرت میں ڈال دے۔
آگے بڑھے جا میری اولاد ——— تیرا خدا حافظ و ناصر!

بلقان کو معلوم ہے کہ ہم اس کے ہم وطن ہیں۔
اس کی زمین قبل ازیں ہمارے مقدس باپ دادا کی ملکیت تھی۔
ہم دیر سے یہ چاہتے تھے کہ اپنے ان ہم وطنوں کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔
لیکن اس کا صحیح وقت اب آیا ہے ——— جا ——— خدا حافظ!

بلقان کی زمین میں پھوٹنے والا ہر چشمہ
ہمارے سینہ کا ایک زخم ہے جو مدتوں سے بہہ رہا ہے۔
اس کا ہر پتھر دل کی مانند ہے کہ اگر اسے اٹھایا جائے تو اس کے نیچے سے تیرے اسلاف کا ایک مزار برآمد ہوگا۔
پھر تو ہی غور کر کہ یہ زمین کس قدر مبارک اور مقدس ہے ——— جا ——— تیرا خدا حافظ!

آج بھی اگر تو کسی برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑی کو ذرا کھود کر دیکھے۔
تو اس کے نیچے گھاس نظر آئے گی وہ گھاس نہیں ہوگی تیرے شہید باپ دادا کے سروں کے بال ہوں گے۔
اور یہ ہوا کی سرسراہٹ جو تجھے سنائی دے رہی ہے درحقیقت ان کی شہیدوں کی آوازیں ہیں جو تجھ سے کہہ رہی ہیں۔
کہ میرے کڑیل جوان دیر نہ کر ——— جا ——— خدا حافظ!

اے وطن کی شان، غازیوں کی فوج ظفر موج
شیر کی طرح دشمن پر جھپٹ۔
سُن! خدا تعالےٰ تیرا یاور و مددگار ہے۔

جلد جا ——— جلد جا ——— خدا حافظ!